

بَدشُگُونی



www.sirat-e-mustaqeem.com



"لَیْسَ مِنَّا مَنْ تَطَیَّرَ وَلَا تُطُیِّرَ لَہ

یعنی جس نے بدشگونی لی اور جس کے لیے بدشگونی لی گئی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔"

(المعجم الکبیر، ۱۸/ ۱۶۲، حدیث:۳۵۵)

بدشگونی

پیش کش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (شعبہ اِصلاحی کتب)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم ط

نام کتاب : بدشگونی

پیش کش : مجلس المدینۃ العلمیۃ (شعبہ اِصلاحی کتب)

پہلی بار : محرم الحرام ۱۴۳۵ھ، دسمبر 2013ء تعداد: 25000 (پچیس ہزار)

ناشر : مکتبۃ المدینہ باب المدینہ (کراچی)

تصدیق نامہ

تاریخ: ۷ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ حوالہ: 188

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی الہ واصحبہ اجمعین

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب

"بدشگونی"

(مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) پر مجلسِ تفتیشِ کتب ورسائل کی جانب سے نظر ثانی کی کوشش کی گئی ہے۔ مجلس نے اسے عقائد، کفریہ عبارات، اخلاقیات، فقہی مسائل اور عربی عبارات وغیرہ کے حوالے سے مقدور بھر ملاحظہ کرلیا ہے، البتہ کمپوزنگ یا کتابت کی غلطیوں کا ذمہ مجلس پر نہیں۔

مجلس تفتیشِ کتب ورسائل (دعوت اسلامی)

12 - 11 - 2013



E.mail: ilmia@dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

''اسلامی زندگی'' کے 11 حُروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی ''11 نیّتیں''

فرمانِ مصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم : **نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ** o مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، ۶/۱۸۵، حدیث: ۵۹۴۲)

دو مَدَنی پھول: ﴿۱﴾ بغیر اچّھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔
﴿۲﴾ جتنی اچّھی نیّتیں زیادہ، اُتنا ثواب بھی زیادہ۔

﴿1﴾ ہر بار حمد و ﴿2﴾ صلوٰۃ اور ﴿3﴾ تعوُّذ و ﴿4﴾ تَسمِیہ سے آغاز کروں گا۔ (اسی صفحہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیّتوں پر عمل ہو جائے گا)۔ ﴿5﴾ حتَّی الْوَسْع اِس کا باوُضو اور ﴿6﴾ قبلہ رُو مُطالَعہ کروں گا ﴿7﴾ قرآنی آیات اور ﴿8﴾ اَحادیثِ مبارَکہ کی زِیارت کروں گا ﴿9﴾ جہاں جہاں ''اللّٰہ'' کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور ﴿10﴾ جہاں جہاں ''سرکار'' کا اِسمِ مبارَک آئے گا وہاں صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پڑھوں گا۔ ﴿11﴾ کتابت وغیرہ میں شَرْعی غَلَطی ملی تو ناشِرین کو تحریری طور پر مُطَّلع کروں گا (مصنّف یا ناشِرین وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرْف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

المدينة العلمية

از: بانیِ دعوتِ اسلامی، عاشقِ اعلیٰ حضرت، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت حضرتِ علاّمہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادِری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد للّٰہ علٰی اِحسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم

تبلیغِ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **''دعوتِ اسلامی''** نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسن وخوبی سرانجام دینے کے لئے متعدّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس **''المدینۃ العلمیۃ''** بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے عُلماء و مُفتیانِ کرام کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ تعالٰی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اِشاعتی کام کا بیڑا اُٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کتُبِ اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ (۲) شعبۂ درسی کُتُب

(۳) شعبۂ اصلاحی کُتُب (٤) شعبۂ تراجمِ کتب

(۵) شعبۂ تفتیشِ کُتُب (٦) شعبۂ تخریج

''المدینۃ العلمیۃ'' کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰ حضرت اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البَرَکت، عظیمُ المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین و مِلَّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعَت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر و

بَرَکت، حضرتِ علاّمہ مولیٰنا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام اَحمد رَضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن کی گِراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسْعَ سَہْل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس عِلمی ،تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاوُن فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالَعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ''دعوتِ اسلامی'' کی تمام مجالس بَشُمُول ''**المدینۃ العلمیۃ**''کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت ،جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم



رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قیامت کا نور

شفیعِ روزِ شمار، جنابِ احمدِ مختار صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اِرشادِ نُور بار ہے: زَیِّنُوْا مَجَالِسَکُمْ بِالصَّلَاةِ عَلَیَّ فَاِنَّ صَلَاتَکُمْ عَلَیَّ نُوْرٌ لَّکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یعنی تم اپنی مجلسوں کو مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھ کر آراستہ کرو کیونکہ تمہارا مجھ پر دُرُود پڑھنا بروزِ قیامت تمہارے لئے نُور ہوگا۔ (الجامع الصغیر، ص ۲۸۰، حدیث ۴۵۸۰)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

منحوس کون؟

ایک بادشاہ اپنے وزیروں مُشیروں کے ساتھ دربار میں موجود تھا کہ کالے رنگ کے ایک آنکھ والے آدمی کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا، لوگوں کو شکایت تھی کہ یہ ایسا منحوس ہے کہ جو صبح سویرے اِس کی شکل دیکھ لیتا ہے اُسے ضرور کوئی نہ کوئی نُقصان اُٹھانا پڑتا ہے لہٰذا اِسے مُلک سے نکال دیا جائے۔ تھوڑی دیر سوچنے کے بعد بادشاہ نے کہا: کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے میں خود تجربہ کروں گا اور کل صبح سب سے پہلے اِس کی صورت دیکھوں گا پھر کوئی دوسرا کام کروں گا۔ اگلے دن جب بادشاہ بیدار ہوا اور خوابگاہ کا دروازہ کھولا تو وہی ایک آنکھ والا آدمی سامنے کھڑا تھا۔ بادشاہ اس کو دیکھ کر واپس پلٹ آیا اور دربار میں جانے کے لئے تیار ہونے لگا۔ لباس تبدیل کرنے

کے بعد جُونہی بادشاہ نے جوتے میں اپنا پاؤں ڈالا اُس میں موجود زہریلے بچھو نے ڈنک مار دیا۔ بادشاہ کی چیخیں بلند ہوئیں تو خدمت گار بھاگم بھاگ اس کے پاس پہنچے۔ زہر کے اثر سے بادشاہ کا سُرخ وسفید چہرہ نیلا پڑ چکا تھا، محل میں شور مچ گیا کہ ''بادشاہ سلامت کو بچھو نے کاٹ لیا ہے۔'' چند لمحوں میں وزیرِ خاص بھی پہنچ گئے، ہاتھوں ہاتھ شاہی طبیب کو طَلَب کرلیا گیا جس نے بڑی مَہارت سے بادشاہ کا علاج شروع کردیا۔ جیسے تیسے کرکے بادشاہ کی جان تو بچ گئی لیکن اسے کئی روز بسترِ علالت پر گزارنا پڑے۔ جب طبیعت ذرا سنبھلی اور بادشاہ دربار میں بیٹھا تو ایک آنکھ والے آدمی کو دوبارہ پیش کیا گیا تاکہ اسے سزا سُنائی جائے کیونکہ شکایت کرنے والوں کا کہنا تھا کہ اب اس کے ''منحوس'' ہونے کا تجربہ خود بادشاہ سلامت کرچکے ہیں۔ وہ شخص رو رو کر رحم کی فریاد کرنے لگا کہ مجھے میرے وطن سے نہ نکالا جائے۔ یہ دیکھ کر ایک وزیر کو اس پر رحم آگیا، اس نے بادشاہ سے بولنے کی اِجازت لی اور کہنے لگا: بادشاہ سلامت! آپ نے صبح صبح اس کی صورت دیکھی تو آپ کو بچھو نے کاٹ لیا اس لئے یہ منحوس ٹھہرا لیکن معاف کیجئے گا کہ اِس نے بھی صبح سویرے آپ کا چہرہ دیکھا تھا جس کے بعد سے یہ اب تک قید میں تھا اور اب شاید اسے مُلک بَدری (یعنی مُلک چھوڑنے) کی سزا سُنا دی جائے تو ذرا ٹھنڈے دل سے غور کیجئے کہ منحوس کون؟ یہ شخص یا آپ؟ یہ سُن کر بادشاہ لاجواب ہوگیا اور ایک آنکھ والے کالے آدمی کو نہ صِرْف آزاد کردیا بلکہ اِعلان کروادیا کہ آئندہ کسی نے اس کو منحوس کہا تو اُسے سخت سزا دی جائے گی۔

کیا کوئی شخص منحوس ہوسکتا ہے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کسی شخص ،جگہ ، چیز یا وَقت کو منحوس جاننے کا اسلام میں کوئی تصوُّر نہیں یہ محض وہمی خیالات ہوتے ہیں ۔**میرے آقا** اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت ،مجدِّ دِ دین وملّت ،مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن سے اسی نوعیت کا **سُــــوال** کیا گیا کہ ایک شخص کے متعلق مشہور ہے اگر صبح کو اس کی منحوس صورت دیکھ لی جائے یا کہیں کام کو جاتے ہوئے یہ سامنے آجائے تو ضَرور کچھ نہ کچھ دِقّت اور پریشانی اٹھانی پڑے گی اور چاہے کیسا ہی یقینی طور پر کام ہوجانے کا وُثُوق (اِعتماد اور بھروسہ) ہولیکن ان کا خیال ہے کہ کچھ نہ کچھ ضَرور رُکاوٹ اور پریشانی ہوگی چنانچہ اُن لوگوں کو ان کے خیال کے مناسب ہر بار تجربہ ہوتا رہتا ہے اور وہ لوگ برابر اِس اَمر (یعنی بات) کا خیال رکھتے ہیں کہ اگر کہیں جاتے ہوئے اس سے سامنا ہوجائے تو اپنے مکان پر واپس آجاتے ہیں اور تھوڑی دیر بعد یہ معلوم کرکے کہ وہ منحوس سامنے تو نہیں ہے! اپنے کام کے لئے جاتے ہیں ۔اب سُوال یہ ہے کہ ان لوگوں کا یہ عقیدہ اور طرزِ عمل کیسا ہے؟ کوئی قباحتِ شرعیہ تو نہیں؟ اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ نے **جــــواب** دیا: **شرعِ مطہر** میں اس کی کچھ اصل نہیں ،لوگوں کا وہم سامنے آتا ہے۔شریعت میں حکم ہے: اِذَا تَطَیَّرْتُمْ فَامْضُوْا یعنی جب کوئی شگونِ بدگمان میں آئے تو اس پر عمل نہ کرو۔[1] وہ طریقہ محض ہندوانہ ہے مسلمانوں کو ایسی جگہ چاہیے کہ ''اَللّٰھُمَّ

---
[1]: فتح الباری،کتاب الطب، باب الطیرة، ۱۱ / ۱۸۱، تحت الحدیث:۵۷۵٤

لَاطَیرَ اِلَّا طَیرُكَ ،وَلَا خَیرَ اِلَّا خَیرُكَ ،وَلَا اِلٰهَ غَیرُكَ ''[1] (اے اللہ! نہیں ہے کوئی برائی مگر تیری طرف سے اور نہیں ہے کوئی بھلائی مگر تیری طرف سے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں) پڑھ لے اور اپنے رب (عَزَّوَجَلَّ) پر بھروسا کر کے اپنے کام کو چلا جائے، ہرگز نہ رُکے، نہ واپس آئے۔ وَاللہُ تعالٰی اَعْلَمُ (فتاوٰی رضویہ، ۲۹/ ۶۴۱ ملخصاً)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

گناہوں کا مجموعہ

کسی شخص کو منحوس قرار دینے میں اس کی سخت دل آزاری ہے اور اس سے تُہمت دھرنے کا گناہ بھی ہوتا ہے اور یہ دونوں جہنّم میں لے جانے والے کام ہیں۔ مذکورہ گناہوں کی مذمّت پر مشتمل 2 روایات ملاحظہ کیجئے اور خوفِ خداوندی سے لرزیئے، چنانچہ ❁ شہنشاہِ نُبُوَّت، تاجدارِ رسالت صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جو کسی مسلمان کی بُرائی بیان کرے جو اُس میں نہیں پائی جاتی تو اس کو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس وَقْت تک دوزخیوں کے کیچڑ، پیپ اور خون میں رکھے گا جب تک کہ وہ اپنی کہی ہوئی بات سے نہ نکل آئے۔ (ابوداؤد، کتاب القضیہ، باب فی الشھادات، ۳/ ۴۲۷، الحدیث ۳۵۹۷) ❁ سلطانِ دوجہان صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: مَنْ اٰذٰی مُسْلِمًا فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی

مدینہ

[1]: مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الدعاء، باب مایقول الرجل اذا نعق الغراب، ۷/ ۱۴۲، الحدیث: ۱

اللّٰہ. (یعنی) جس نے (بلا وجہِ شَرعی) کسی مسلمان کو اِیذاء دی اُس نے مجھے اِیذاء دی اور جس نے مجھے اِیذاء دی اُس نے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کو اِیذاء دی۔'' (اَلْمُعْجَمُ الْاَوْسَط، ۲/۳۸۷، حدیث:۳۶۰۷) **اللہ ورسول** عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اِیذاء دینے والوں کے بارے میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ پارہ 22 سورۃُ الْاَحزاب کی آیت 57 میں اِرشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ﴿۵۷﴾ (پ ۲۲، الاحزاب: ۵۷)

ترجَمۂ کنزالایمان: بے شک جو ایذاء دیتے ہیں اللّٰہ اور اس کے رسول کو ان پر اللّٰہ کی لعنت ہے دنیا و آخرت میں اور اللّٰہ نے ان کیلئے ذلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

شگون کی قسمیں

شگون کا معنی ہے فال لینا یعنی کسی چیز، شخص، عمل، آواز یا وَقْت کو اپنے حق میں اچھا یا بُرا سمجھنا۔ اس کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں: (۱) بُرا شگون لینا (۲) اچھا شگون لینا۔ علامہ محمد بن احمد اَنصاری قُرطبی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ القوی تفسیرِ قُرطبی میں نَقْل کرتے ہیں: اچھا شگون یہ ہے کہ جس کام کا اِرادہ کیا ہو اس کے بارے میں کوئی کلام سن کر دلیل پکڑنا، یہ اس وَقْت ہے جب کلام اچھا ہو، اگر بُرا ہو تو بد شگونی ہے۔ شریعت نے اس بات کا حکم دیا ہے کہ انسان اچھا شگون لے کر خوش ہو اور اپنا کام خوشی

خوشی پایۂ تکمیل تک پہنچائے اور جب بُرا کلام سُنے تو اس کی طرف توجُّہ نہ کرے اور نہ ہی اس کے سبب اپنے کام سے رُکے۔

(الجامع لاحکام القراٰن للقرطبی،پ۲٦، الاحقاف،تحت الآیۃ:٤،ج۸،جزء١٦،ص ١۳۲)

اچھے بُرے شگون کی مثالیں

اچھے شگون کی مثال یہ ہے کہ ہم کسی کام کو جارہے ہوں ، کسی نے پکارا: ''یارَشِید (یعنی اے ہدایت یافتہ)''، ''یا سَعِید (یعنی اے سعادت مند)''، ''اے نیک بَخت''ہم نے خیال کیا کہ اچھا نام سُنا ہے اِنْ شَآءَاللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کامیابی ہوگی یا کسی بُزُرگ کی زِیارت ہوگئی اسے اپنے حق میں اچھا سمجھا کہ اب اِنْ شَآءَاللّٰہ عَزَّوَجَلَّ مجھے اپنے مقصد میں کامیابی ملے گی جبکہ بَدشگونی کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص سفر کے اِرادے سے گھر سے نکلا لیکن راستے میں کالی بلی راستہ کاٹ کرگزرگئی ،اب اس شخص نے یہ یقین کرلیا کہ اس کی نُحوست کی وجہ سے مجھے سفر میں ضَرور کوئی نقصان اُٹھانا پڑے گا اور سفر کرنے سے رُک گیا تو سمجھ لیجئے کہ وہ شخص بَدشگونی میں مبتلا ہوگیا ہے۔ہمارے معاشرے میں جہالت کی وجہ سے رواج پانے والی خرابیوں میں ایک بَدشگونی بھی ہے جس کو بَدفالی بھی کہا جاتا ہے جبکہ عربی میں اس کو طائِر،طَیْر اور طِیَرَۃٌ کہا جاتا ہے،عرب لوگ طائِر (یعنی پرندے) کو اُڑا کراس سے فال لیتے تھے، پرندے کے دائیں طرف اُڑنے سے اچھی فال لیتے اور بائیں طرف اُڑنے اور کووں کے کائیں کائیں کرنے سے بَدشگونی (بُری فال) لیتے، اس کے بعد مطلقاً

بَدشگونی کے لیے طائِر، طَیْر اور طِیَرَۃ کا لفظ استعمال ہونے لگا۔(تفسیر کبیر ۵/۳۴۴ ملتقطًا) عرب لوگ پرندوں کے ناموں، آوازوں، رنگوں اوران کے اُڑنے کی سمتوں سے فال لیا کرتے تھے چنانچہ عُقاب (ایک طاقتور شکاری پرندہ) سے مصیبت، کوے سے سفر اور ہُد ہُد (ایک خوبصورت پرندہ) سے ہدایت کی فال لیتے اسی طرح اگر پرندے دائیں جانب اُڑتے تو اچھا شگون اور بائیں جانب اُڑتے تو بَدشگونی لیا کرتے تھے۔(بریقه محمودیه شرح طریقه محمدیه، باب الخامس والعشرون ،۲/ ۳۷۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

شیطانی کام

رسولِ اکرم،نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیه واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشادفرمایا: اَلْعِیَافَۃُ وَالطِّیَرَۃُ وَالطَّرْقُ مِنَ الْجِبْتِ یعنی اچھا یا بُرا شگون لینے کے لیے پرندہ اُڑانا، بَدشگونی لینا اور طَرْق (یعنی کنکر پھینک کر یا ریت میں لکیر کھینچ کر فال نکالنا) شیطانی کاموں میں سے ہے۔

(ابو داوٗد،کتاب الطب،باب فی الخط و زجرالطیر،۴/۲۲،حدیث:۳۹۰۷)

بَدشگونی حرام اور نیک فال لینا مستحب ہے

حضرت سیدنا امام محمد آفندی رُومی برکلی علیہ رحمۃ اللہِ الولی اَلطَّرِیْقَۃُ الْمُحَمَّدِیَۃ میں لکھتے ہیں: بَدشگونی لینا حرام اور نیک فال یا اچھا شگون لینا مُسْتَحَب ہے۔

(الطریقة المحمدیة،۲/۱۷،۲۴)

اہم ترین وضاحت

نہ چاہتے ہوئے بھی بعض اوقات انسان کے دل میں بُرے شگون کا خیال آہی جاتا ہے اس لئے کسی شخص کے دِل میں بَدشگونی کا خیال آتے ہی اسے **گنہگار** قرار نہیں دیا جائے گا کیونکہ محض دِل میں بُرا خیال آجانے کی بنا پر سزا کا حقدار ٹھہرانے کا مطلب کسی اِنسان پر اس کی طاقت سے زائد بوجھ ڈالنا ہے اور یہ بات شرعی تقاضے کے خلاف ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اِرشاد فرماتا ہے:

لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَاؕ ترجمۂ کنزالایمان: **اللہ** کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔ (پ۳، البقرۃ:۲۸۶)

حضرت علامہ مُلّا جِیْون رحمۃُ اللہ تعالٰی علیہ اس آیت کے تحت **تفسیراتِ احمدیہ** میں لکھتے ہیں: یعنی **اللہ** تعالٰی ہر جاندار کو اس بات کا مُکَلَّف (یعنی ذمہ دار) بناتا ہے جو اس کی وُسعت وقدرت میں ہو۔ (التفسیرات الاحمدیہ، ص۱۸۹)

چنانچہ اگر کسی نے بَدشگونی کا خیال دل میں آتے ہی اسے جھٹک دیا تو اس پر کچھ اِلزام نہیں لیکن اگر اس نے بَدشگونی کی تاثیر کا اِعتقاد رکھا اور اِسی اعتقاد کی بنا پر اس کام سے رُک گیا تو گناہ گار ہوگا مثلاً کسی چیز کو منحوس سمجھ کر سفر یا کاروبار کرنے سے یہ سوچ کر رُک گیا کہ اب مجھے نقصان ہی ہوگا تو اب گنہگار ہوگا۔ شیخ الاسلام شہاب الدّین امام احمد بن حجر مکی ہیتمی شافعی علیہ رحمۃُ اللہِ الباری اپنی کتاب **اَلزَّوَاجِرُ عَنِ اقْتِرَافِ الْكَبَائِر** میں بَدشگونی کے بارے میں دو حدیثیں نَقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

پہلی اور دوسری حدیثِ پاک کے ظاہری معنی کی وجہ سے بَد فالی کو گناہِ کبیرہ شمار کیا جاتا ہے اور مناسب بھی یہی ہے کہ یہ حکم اس شخص کے بارے میں ہو جو بَد فالی کی تاثیر کا اِعتقاد رکھتا ہو جبکہ ایسے لوگوں کے اسلام (یعنی مسلمان ہونے نہ ہونے) میں کلام ہے۔

(الزواجر عن اقتراف الکبار، باب السفر، ۱/۳۲۶)

کریں نہ تنگ خیالاتِ بَد کبھی، کردے
شُعُور و فکر کو پاکیزگی عطا یاربّ (وسائلِ بخشش، ص ۹۳)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

نازک ترین معاملہ

رسولِ بےمثال، بی بی آمِنہ کے لال صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: اَلطِّیَرَۃُ شِرْكٌ اَلطِّیَرَۃُ شِرْكٌ ثَلَاثًا وَمَا مِنَّا اِلَّا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ یعنی بَد فالی لینا شِرک ہے، بَد فالی لینا شِرک ہے، یہ تین مرتبہ فرمایا، (پھر اِرشاد فرمایا:) ہم میں سے ہر شخص کو ایسا خیال آجاتا ہے مگر اللہ عَزَّوَجَلَّ توکّل کے ذریعے اسے دُور فرمادیتا ہے۔

(ابو داوٗد، کتاب الکهانة والطیر، باب فی الطیرة، ۴ / ۲۳، حدیث: ۳۹۱۰)

حضرتِ سیِّدُنا علامہ مُلا علی قاری علیہ رحمۃُ اللّٰہِ الباری اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں: بَدشگونی لینے کو شِرک قرار دیا گیا ہے کیونکہ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا اِعتقاد تھا کہ بَدشگونی کے تقاضے پر عمل کرنے سے ان کو نَفْع حاصل ہوتا ہے یا ان سے

ضرر اور پریشانی دُور ہوتی ہے اور جب انہوں نے اس کے تقاضے پر عمل کیا تو گویا انہوں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شِرْک کیا اور اسے شرکِ خَفی کہا جاتا ہے (جو کہ گناہ ہے) اور اگر کسی شخص نے یہ عقیدہ رکھا کہ فائدہ دِلانے اور مصیبت میں مبتلا کرنے والی اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی ذات ہے جو ایک مستقل طاقت ہے تو اس نے شرکِ جَلی کا اِرتکاب کیا ہے (جو کہ کُفر ہے)۔ (مرقاۃ المفاتیح ،کتاب الطب والرقی ، باب الفال والطیرۃ،۸/ ۳۴۹،تحت الحدیث:۴۵۸۴)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

شِرْک میں آلودہ ہوگیا

سرکارِ عالی وقار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مَنْ رَدَّتْہُ الطِّیَرَۃُ عَنْ شَیْءٍ فَقَدْ قَارَفَ الشِّرْکَ یعنی جو شخص بدشگونی کی وجہ سے کسی چیز سے رُک جائے وہ شِرْک میں آلُودہ ہوگیا۔[1]

(مجمع الزوائد،کتاب الطب، باب فیمن یتطیر ۵/۱۸۰، حدیث: ۸۴۱۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

بدشگونی کی مختلف شکلیں

بدشگونی لینا عالمی بیماری ہے،مختلف ممالک میں رہنے والے مختلف لوگ مختلف چیزوں سے ایسی ایسی بدشگونیاں لیتے ہیں کہ انسان سُن کر حیران رہ جاتا ہے

دینہ

[1]: شِرْک کہنے کی وجہ اوپر گزر چکی۔

چنانچہ :۞کبھی اندھے، لنگڑے، ایک آنکھ والے اور معذور لوگوں سے تو کبھی کسی خاص پرندے یا جانور کو دیکھ کر یا اس کی آواز کو سن کر بَدشگونی کا شکار ہو جاتے ہیں ۞ کبھی کسی وَقْت یا دن یا مہینے سے بد فالی لیتے ہیں ۞کوئی کام کرنے کا اِرادہ کیا اور کسی نے طریقہ کار میں نَقْص کی نشاندہی کر دی یا اس کام سے رُک جانے کا کہا تو اس سے بَدشگونی لیتے ہیں کہ اب تم نے ٹانگ اَڑا دی ہے تو یہ کام نہیں ہو سکے گا ۞ کبھی ایمبولینس (Ambulance) کی آواز سے تو کبھی فائر بریگیڈ (Fire brigade) کی آواز سے بَدشگونی میں مبتلا ہوتے ہیں ۞کبھی اخبارات میں شائع ہونے والے ستاروں کے کھیل سے اپنی زندگی کو غمگین و رَنجیدہ کر لیتے ہیں ۞ کبھی مہمان کی رخصتی کے بعد گھر میں جھاڑو دینے کو منحوس خیال کرتے ہیں ۞کبھی جوتا اُتارتے وَقْت جوتے پر جوتا آنے سے بَدشگونی لیتے ہیں ۞کسی کا کٹا ہوا ناخن پاؤں کے نیچے آجائے تو آپس میں دشمنی ہو جانے کی بَدشگونی لیتے ہیں ۞سیدھی آنکھ پھڑکے تو یقین کر لیتے ہیں کہ کوئی مصیبت آئے گی ۞ عید جمعہ کے دن ہو جائے تو اسے حکومتِ وَقْت پر بھاری سمجھتے ہیں ۞کبھی بلی کے رونے کو منحوس سمجھتے ہیں تو کبھی رات کے وَقْت کتے کے رونے کو ۞ مُرغا دن کے وَقْت اذان دے تو بَد فالی میں مبتلا ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ اسے ذَبح کر ڈالتے ہیں ۞ پہلا گاہک سودا لئے بغیر چلا جائے تو دکاندار اس سے بَدشگونی لیتا ہے ۞نئی نویلی دلہن کے گھر آنے پر خاندان کا کوئی شخص فوت ہو جائے یا کسی عورت کی صِرْف بیٹیاں ہی پیدا ہوں تو اس پر منحوس

ہونے کا لیبل لگ جاتا ہے ۞حامِلہ عورت کو مَیِّت کے قریب نہیں آنے دیتے کہ بچے پر بُرا اثر پڑے گا ۞ جوانی میں بیوہ ہوجانے والی عورت کو منحوس جانتے ہیں، نیز یہ سمجھتے ہیں کہ ۞ خالی قینچی چلانے سے گھر میں لڑائی ہوتی ہے ۞کسی کا کنگھا اِستعمال کرنے سے دونوں میں جھگڑا ہوتا ہے ۞خالی برتنوں یا چمچ آپس میں ٹکرانے سے گھر میں لڑائی جھگڑا ہوجاتا ہے ۞ جب بادلوں میں بجلی کَڑک رہی ہو اور سب سے بڑا بچہ (پَلوٹھا، پَہلوٹھا) باہر نکلے تو بجلی اس پر گر جائے گی ۞ بچے کے دانت اُلٹے نکلیں تو ننھیال (یعنی ماموں وغیرہ) پر بھاری ہوتے ہیں ۞دودھ پیتے بچے کے بالوں میں کنگھی کی جائے تو اس کے دانت ٹیڑھے نکلتے ہیں ۞ چھوٹا بچہ کسی کی ٹانگ کے نیچے سے گزر جائے تو اس کا قد چھوٹا رہ جاتا ہے ۞ بچہ سویا ہوا ہو اُس کے اوپر سے کوئی پھلانگ کر گزر جائے تو بچے کا قد چھوٹا رہ جاتا ہے ۞ مغرب کے بعد دروازے میں نہیں بیٹھنا چاہئے کیونکہ بلائیں گزر رہی ہوتی ہیں ۞ زلزلے کے وَقت بھاگتے ہوئے جو زمین پر گر گیا وہ گونگا ہوجائے گا ۞ رات کو آئینہ دیکھنے سے چہرے پر جُھریاں پڑتی ہیں ۞ انگلیاں چٹخانے سے نُحوست آتی ہے[1] ۞ سورج

---

[1]: انگلیاں چٹخانے کے تین اَحکام: (الف) نَماز کے دَوران مکروہِ تحریمی ہے اور توابِعِ نَماز میں مَثَلاً نَماز کیلئے جاتے ہوئے، نَماز کا اِنتظار کرتے ہوئے بھی اُنگلیاں چٹخانا مکروہ ہے (بہارِ شریعت ۱/۶۲۵) (ب) خارِجِ نَماز میں (یعنی توابِعِ نَماز میں بھی نہ ہو) بِغیر حاجت کے اُنگلیاں چٹخانا مکروہِ تنزیہی ہے (ج) خارِجِ نَماز میں کسی حاجت کے سبب مَثَلاً اُنگلیوں کو آرام دینے کیلئے اُنگلیاں چٹخانا مُباح (یعنی بلا کراہت جائز) ہے (رَدُّالْمُحتار ۲ / ۴۹۳۔۴۹۴)

گرہن کے وَقت حامِلہ عورت چُھری سے کوئی چیز نہ کاٹے کہ بچہ پیدا ہوگا تو اس کا ہاتھ یا پاؤں کٹا یا چِرا ہوا ہوگا ۞ نومولود (یعنی بہت چھوٹے بچے) کے کپڑے دھو کر نچوڑے نہیں جاتے کہ اس سے بچے کے جسم میں درد ہوگا ۞ کبھی نمبروں سے بَدفالی لیتے ہیں (بالخصوص یورپی ممالک کے رہنے والے)، اسی لئے ان کی بڑی بڑی عمارتوں میں 13 نمبر والی منزل نہیں ہوتی (بارھویں منزل کے بعد والی منزل کو چودھویں منزل قرار دے لیتے ہیں)، اسی طرح ان کے اسپتالوں میں **13** نمبر والا بستر یا کمرہ بھی نہیں پایا جاتا کیونکہ وہ اس نمبر کو منحوس سمجھتے ہیں ۞ رات کے وَقت کنگھی چوٹی کرنے یا ناخن کاٹنے سے نُحوست آتی ہے ۞ گھر کی چھت یا دیوار پر اُلّو بیٹھنے سے نُحوست آتی ہے (جبکہ مغربی ممالک میں اُلو کو بابَرَکت سمجھا جاتا ہے) ۞ مغرب کی اذان کے وَقت تمام لائٹیں روشن کردینی چاہئیں ورنہ بلائیں اُترتی ہیں۔ **مذکورہ** بالا بَدشگونیوں کے علاوہ بھی مختلف معاشروں، قوموں، برادریوں میں مختلف بَدشگونیاں پائی جاتی ہیں۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

بدشگونی کے نقصانات

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بَدشگونی انسان کے لئے دینی و دُنیوی دونوں اعتبار سے بہت زیادہ خطرناک ہے۔ یہ انسان کو وسوسوں کی دَلدل میں اُتار دیتی ہے چنانچہ وہ ہر چھوٹی بڑی چیز سے ڈرنے لگتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی پَرچھائی (یعنی سائے) سے بھی خوف کھاتا ہے۔ وہ اس وَہم میں مبتلا ہوجاتا ہے کہ دنیا کی ساری

بَدبختی وبدنصیبی اسی کے گرد جمع ہوچکی ہے اور دوسرے لوگ پُرسکون زندگی گزار رہے ہیں۔ ایسا شخص اپنے پیاروں کو بھی وہمی نگاہ سے دیکھتا ہے جس سے دلوں میں کَدُورَت (یعنی دشمنی) پیدا ہوتی ہے۔ بَدشگونی کی باطنی بیماری میں مبتلا انسان ذہنی وقلبی طور پر مَفْلُوج (یعنی ناکارہ) ہوکر رہ جاتا ہے اور کوئی کام ڈھنگ سے نہیں کرسکتا۔ امام ابوالحسن علی بن محمد ماوردی علیہ رحمۃُ اللہِ القوی لکھتے ہیں: اِعْلَمْ اَنَّہ لَیْسَ شَیْءٌ اَضَرَّ بِالرَّأْيِ وَلَا اَفْسَدَ لِلتَّدْبِيرِ مِنِ اِعْتِقَادِ الطِّيَرَةِ جان لو! بَدشگونی سے زیادہ فِکر کو نقصان پہنچانے والی اور تدبیر کو بگاڑنے والی کوئی شے نہیں ہے۔ (ادب الدنیا والدین، ص ۲۷۴)

کثیر احادیثِ مبارکہ میں بھی بَدشگونی کے نقصانات سے خبردار کیا گیا ہے چنانچہ

(۱) وہ ہم میں سے نہیں

حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بَدفالی لینے والوں سے اپنی بیزاری کا اِظہار ان الفاظ میں فرمایا: لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ وَلَا تُطُيِّرَ لَہٗ یعنی جس نے بَدشگونی لی اور جس کے لیے بَدشگونی لی گئی وہ ہم میں سے نہیں ہے (یعنی ہمارے طریقے پر نہیں ہے)۔ (المعجم الکبیر، ۱۸/ ۱۶۲، حدیث: ۳۵۵ و فیض القدیر، ۳/۲۸۸، تحت الحدیث: ۶ ۳۲۰)

(۲) بلند درجوں تک نہیں پہنچ سکتا

شاہِ بنی آدم، رسولِ مُحتَشَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان

ہے: ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ لَمْ يَنَلِ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى مَنْ تَكَهَّنَ اَوِ اسْتَقْسَمَ اَوْ رَدَّهٗ مِنْ سَفَرِهٖ طِيَرَةٌ یعنی تین چیزیں جس شخص میں ہوں وہ بلند درجات تک نہیں پہنچ سکتا ﴿۱﴾ جو اپنی اَٹکل سے غیب کی خبر دے (یعنی آیندہ کی بات بتائے) یا ﴿۲﴾ فال کے تیروں سے اپنی قسمت معلوم کرے یا ﴿۳﴾ بَدشگونی کے سبب اپنے سفر سے رُک جائے۔ (تاریخ ابن عساکر، رجاء بن حیوۃ، ۱۸/۹۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

بدشگونی کے بھیانک نتائج

❁ بَدشگونی کا شکار ہونے والوں کا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ پر اِعتماد اور توکُّل کمزور ہوجاتا ہے ❁ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے بارے میں بَدگمانی پیدا ہوتی ہے ❁ تقدیر پر ایمان کمزور ہونے لگتا ہے ❁ شیطانی وَسْوَسوں کا دروازہ کھلتا ہے ❁ بَدفالی سے آدمی کے اندر توہُّم پرستی، بُزدلی، ڈر اور خوف، پَست ہمتی اور تنگ دلی پیدا ہوجاتی ہے ❁ ناکامی کی بہت سی وجوہات ہوسکتی ہیں مثلاً کام کرنے کا طریقہ دُرُست نہ ہونا، غَلَط وَقْت اور غَلَط جگہ پر کام کرنا اور ناتجربہ کاری لیکن بَدشگونی کا عادی شخص اپنی ناکامی کا سبب نُحُوست کو قرار دینے کی وجہ سے اپنی اِصلاح سے محروم رہ جاتا ہے ❁ بَدشگونی کی وجہ سے اگر رشتے ناطے توڑے جائیں تو آپس کی ناچاقیاں جنم لیتی ہیں ❁ جو لوگ اپنے اوپر بَدفالی کا دروازہ کھول لیتے ہیں انہیں ہر چیز منحوس نظر آنے لگتی ہے، کسی کام کے لیے گھر سے نکلے اور کالی بلی نے راستہ کاٹ لیا تو یہ ذہن بنا لیتے

ہیں کہ اب ہمارا کام نہیں ہوگا اور واپس گھر آ گئے ،ایک شخص صبح سویرے اپنی دکان کھولنے جاتا ہے راستہ میں کوئی حادثہ پیش آیا تو سمجھ لیتا ہے کہ آج کا دن میرے لیے منحوس ہے لہٰذا آج مجھے نقصان ہوگا یوں ان کا نظامِ زندگی درہم برہم ہوکر رہ جاتا ہے ۞ کسی کے گھر پراُلّو کی آواز سن لی تو اِعلان کر دیا کہ اس گھر کا کوئی فرد مرنے والا ہے یا خاندان میں جھگڑا ہونے والا ہے ،جس کے نتیجے میں اس گھر والوں کے لئے مصیبت کھڑی ہوجاتی ہے ۞ نیا ملازم اگر کاروباری ڈِیل نہ کرپائے اور آرڈر ہاتھ سے نکل جائے تو فیکٹری مالک اسے منحوس قرار دے کر نوکری سے نکال دیتا ہے ۞ نئی دلہن کے ہاتھوں اگر کوئی چیز گر کر ٹُوٹ پُھوٹ جائے تو اس کو منحوس سمجھا جاتا ہے اور بات بات پر اس کی دل آزاری کی جاتی ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بدشگونی اور طرح طرح کے ظاہِری و باطِنی گناہوں سے بچنے کا جذبہ پانے کے لئے تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک، **دعوتِ اسلامی** کا مَدَنی ماحول کسی نعمتِ عُظمٰی سے کم نہیں ، اِس سے ہر دَم وابَستہ رہیے ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ اِس سے مُنسلک (مُنْ۔س۔لک) ہونے والوں کی زندگیوں میں حیرت انگیز تبدیلیاں بلکہ مَدَنی اِنقلاب برپا ہوجاتا ہے۔اِس ضِمن میں ایک **مَدَنی بہار** مُلاحظہ ہو، چُنانچہ

آسمان پر سے کاغذ کا پرزہ گرا

قَصبہ کالونی (بابُ المدینہ کراچی) کے ایک اسلامی بھائی کے بیان کا خُلاصہ ہے: ہمارے خاندان میں لڑکیاں کافی تھیں، چچا جان کے یہاں سات لڑکیاں تو بڑے بھائی جان کے یہاں 9 لڑکیاں! میری شادی ہوئی تو میرے یہاں بھی لڑکی کی وِلادت ہوئی۔ سب کو تشویش سی ہونے لگی اور آج کل کے ایک عام ذِہن کے مُطابِق سب کو وہم سا ہونے لگا کہ کسی نے جادو کر کے اولادِ نرینہ کا سلسلہ بند کروا دیا ہے! میں نے نیت کی کہ میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا تو **30 دن کے مَدَنی قافِلے** میں سفر کروں گا۔ میری مَدَنی مُنّی کی امّی نے ایک بار خواب دیکھا کہ آسمان سے کوئی کاغذ کا پُرزہ ان کے قریب آ کر گرا، اُٹھا کر دیکھا تو اُس پر لکھا تھا، **بلال**۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **30** دن کے مَدَنی قافِلے کی بَرَکت سے میرے یہاں **مَدَنی مُنّے** کی آمد ہوگئی! نہ صِرْف ایک بلکہ آگے چل کر یکے بعد دیگرے **دو مَدَنی مُنّے** مزید پیدا ہوئے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا کرم دیکھئے! **30 دن کے مَدَنی قافِلے** کی بَرَکت صِرْف مجھ تک مَحدود نہ رہی۔ ہمارے خاندان میں جو بھی اولادِ نرینہ سے محروم تھا سب کے یہاں خوشیوں کی بہاریں لٹاتے ہوئے **مَدَنی مُنّے** تَوَلُّد (یعنی پیدا) ہوئے۔ یہ بیان دیتے وَقْت **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ میں عَلاقائی مَدَنی قافِلہ ذِمّہ دار کی حیثیت سے مَدَنی قافِلوں کی بہاریں لُٹانے کی کوششیں کر رہا ہوں۔

آ کے تم با ادَب، دیکھ لو فضلِ رب مَدَنی مُنّے ملیں، قافِلے میں چلو

کھوٹی قسمت کھری، گود ہوگی ہری مُنّا مُنّی ملیں، قافِلے میں چلو

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! **مَدَنی قافِلے** کی بَرَکت سے کس طرح مَن کی مُرادیں بَر آتی ہیں! اُمّیدوں کی سوکھی کھیتیاں ہری ہو جاتی ہیں، دلوں کی پَژمُردہ (یعنی مُرجھائی ہوئی) کلیاں کِھل اُٹھتی ہیں اور خانماں بربادوں کی خوشیاں لوٹ آتی ہیں۔ مگر یہ ذِہن میں رہے کہ ضَروری نہیں ہر ایک کی دِلی مُراد لازِمی ہی پوری ہو، بارہا ایسا ہوتا ہے کہ بندہ جو طَلَب کرتا ہے وہ اُس کے حق میں بہتر نہیں ہوتا اور اُس کا سُوال پورا نہیں کیا جاتا۔ اُس کی منہ مانگی مُراد نہ ملنا ہی اُس کیلئے اِنعام ہوتا ہے۔ مَثَلاً یہی کہ وہ **اولادِ نرینہ** مانگتا ہے مگر اُس کو مَدَنی مُنّیوں سے نوازا جاتا ہے اور یہی اُس کے حق میں بہتر بھی ہوتا ہے۔ چُنانچِہ پارہ دوسرا سورۃُ البقرہ کی آیت نمبر 216 میں ربُّ العِباد عزَّوَجَلَّ کا ارشادِ حقیقت بنیاد ہے:

عَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْۚ-وَ عَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَیْــٴًـا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْؕ-وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۠(۲۱۶)

ترجَمۂ کنزالایمان: قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں بُری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بُری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ (پ۲، البقرۃ:۲۱۶)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(فیضانِ سنت، باب فیضان رمضان، ۱/ ۱۰۶۱ بتغیر قلیل)

بدشگونی لینا غیر مسلموں کا طریقہ ہے

کسی شخص یا چیز کو منحوس قرار دینا مسلمانوں کا شیوہ نہیں یہ تو غیر مسلموں کا پُرانا طریقہ ہے۔اس قسم کے **4** واقعات ملاحظہ ہوں:

(۱) فرعونیوں کا حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام سے بَدشگونی لینا

پارہ **9** سورۃُ الْاَعراف کی آیت **131** میں ہے:

فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ یَّطَّیَّرُوْا بِمُوْسٰى وَ مَنْ مَّعَهٗ ؕ اَلَاۤ اِنَّمَا طٰٓىٕرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (۱۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان: تو جب انہیں بھلائی ملتی کہتے یہ ہمارے لئے ہے اور جب برائی پہنچتی تو موسیٰ اور اس کے ساتھ والوں سے بَدشگونی لیتے، سُن لو ان کے نصیبہ کی شامت تو اللہ کے یہاں ہے لیکن ان میں اکثر کو خبر نہیں۔

(پ۹،الاعراف:۱۳۱)

مُفَسِّرِشَہِیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنّان اِس آیت کے تحت لکھتے ہیں: جب فرعونیوں پر کوئی مصیبت (قحط سالی وغیرہ) آتی تھی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اوران کے ساتھی مؤمنین سے بَدشگونی لیتے تھے، کہتے تھے کہ جب سے یہ لوگ ہمارے ملک میں ظاہر ہوئے ہیں تب سے ہم پر مصیبتیں بلائیں آنے لگیں۔(مفتی صاحب مزید لکھتے ہیں:) انسان مصیبتوں، آفتوں میں پھنس کر توبہ کر لیتا

ہے مگر وہ لوگ ایسے سَرکش تھے کہ ان سب سے ان کی آنکھیں نہ کُھلیں بلکہ ان کا کُفر وسَرکشی اور زیادہ ہوگئی کہ جب کبھی ہم ان کو آرام دیتے ہیں، اَرزانی، چیزوں کی فَراوانی وغیرہ تو وہ کہتے کہ یہ آرام وراحت ہماری اپنی چیزیں ہیں، ہم اس کے مستحق ہیں نیز یہ آرام ہماری اپنی کوششوں سے ہیں۔ (تفسیر نعیمی ۹/ ۱۱۷)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(۲) قومِ ثمود نے حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام سے بدشگونی لی

حضرتِ سیِّدُ نا صالح عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کو قومِ ثمود کی طرف مبعوث کیا گیا کہ انہیں ایک رب عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کی طرف بلائیں۔ جب آپ عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے انہیں اس کی دعوت پیش کی تو ایک گروہ آپ پر ایمان لے آیا جب کہ دوسرا گروہ اپنے کُفر پر قائم رہا اور حضرتِ سیِّدُ نا صالح عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کو چیلنج دینے لگا کہ اے صالح! جس عذاب کا تم وعدہ دیتے ہو اس کو لاؤ اگر رسولوں میں سے ہو! جواباً آپ عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام ان کو سمجھاتے: تم عافیت کی جگہ مصیبت وعذاب کیوں مانگتے ہو، عذاب نازِل ہونے سے پہلے کُفر سے توبہ کر کے ایمان لاکر اللہ عَزَّوَجَلَّ سے بخشش کیوں نہیں مانگتے شاید تم پر رحم ہو اور دنیا میں عذاب نہ کیا جائے مگر قوم نے تکذیب کی اس کے باعث بارش رُک گئی قحط ہوگیا، لوگ بھوکے مرنے لگے۔ اس کو انہوں نے حضرتِ سیِّدُ نا صالح عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی تشریف آوری کی طرف نسبت کیا اور آپ کی آمد کو بدشگونی سمجھا اور بولے: ہم نے

بُرا شگون لیا تم سے اور تمہارے ساتھیوں سے۔ حضرتِ سیِّدُنا صالح عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے فرمایا: تمہاری بَدشگونی **اللہ** کے پاس ہے بلکہ تم لوگ فتنے میں پڑے ہو یعنی آزمائش میں ڈالے گئے یا اپنے دین کے باعث عذاب میں مبتلا ہو۔

(ماخوذ از سورۃ النمل، پ١٩، آیت: ٤٥ تا ٤٧ مع تفسیر خزائن العرفان، ص٧٠٦)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(٣) مبلغین کو منحوس کہنے والے بَد بخت لوگ

حضرتِ سیِّدُنا عیسٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے اپنے دو حواریوں صادق و صدوق کو انطاکیہ بھیجا تاکہ وہاں کے لوگوں کو جو بُت پَرست تھے دینِ حق کی دعوت دیں۔ جب یہ دونوں شہر کے قریب پہنچے تو انہوں نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا کہ بکریاں چَرا رہا ہے۔ اس شخص کا نام حبیب نجّار تھا اس نے ان کا حال دریافت کیا، ان دونوں نے کہا کہ ہم حضرتِ سیِّدُنا عیسٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے بھیجے ہوئے ہیں تمہیں دینِ حق کی دعوت دینے آئے ہیں کہ بُت پرستی چھوڑ کر خدا پرستی اختیار کرو۔ حبیب نجّار نے نشانی دریافت کی انہوں نے کہا کہ نشانی یہ ہے کہ ہم بیماروں کو اچھا کرتے ہیں، اندھوں کو بِینا کرتے ہیں، بَرَص والے کا مرض دُور کر دیتے ہیں۔ حبیب نجّار کا ایک بیٹا دو سال سے بیمار تھا، انہوں نے اس پر ہاتھ پھیرا وہ تندرُست ہو گیا، حبیب ایمان لائے اور اس واقعہ کی خبر مشہور ہو گئی یہاں تک کہ کثیر لوگوں نے ان کے ہاتھوں اپنے اَمراض سے شفا پائی۔ یہ خبر پہنچنے پر بادشاہ نے انہیں بُلا کر کہا: کیا ہمارے معبودوں

کے سوا اور کوئی معبود ہے؟ ان دونوں نے کہا: ''ہاں! وہی جس نے تجھے اور تیرے معبودوں کو پیدا کیا''، پھر لوگ ان کے دَر پے ہوئے اور انہیں مارا اور یہ دونوں قید کر لئے گئے پھر حضرتِ سیِّدُ ناعیسٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے حضرتِ شمعون (رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ) کو بھیجا وہ اجنبی بن کر شہر میں داخل ہوئے اور بادشاہ کے مصاحبین ومقرَّبین سے رسم وراہ پیدا کر کے بادشاہ تک پہنچے اور اس پر اپنا اثر پیدا کرلیا۔ جب دیکھا کہ بادشاہ ان سے خوب مانوس ہوگیا ہے تو ایک روز بادشاہ سے ذِکر کیا کہ دو جو آدمی قید کیے گئے ہیں کیا ان کی بات سنی گئی تھی؟ وہ کیا کہتے تھے؟ بادشاہ نے کہا کہ نہیں جب انہوں نے نئے دین کا نام لیا فوراً ہی مجھے غصّہ آ گیا۔ حضرت شمعون (رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ) نے کہا کہ اگر بادشاہ کی رائے ہو تو انہیں بلایا جائے، دیکھیں ان کے پاس کیا ہے؟ چنانچہ وہ دونوں بلائے گئے، حضرت شمعون (رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ) نے ان سے دریافت کیا تمہیں کس نے بھیجا ہے؟ انہوں نے کہا: اس اللّٰہ نے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور ہر جاندار کو روزی دی اور جس کا کوئی شریک نہیں، حضرت شمعون (رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ) نے کہا: اس کی مختصر صفت بیان کرو۔ انہوں نے کہا: وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ حضرت شمعون (رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ) نے کہا: تمہاری نشانی کیا ہے؟ انہوں نے کہا: ''جو بادشاہ چاہے۔'' تو بادشاہ نے ایک اندھے لڑکے کو بلایا، انہوں نے دُعا کی وہ فوراً بینا (یعنی دیکھنے والا) ہوگیا۔ حضرت شمعون (رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ) نے بادشاہ سے کہا کہ اب مناسب یہ ہے کہ تُو اپنے معبودوں سے کہہ کہ وہ بھی ایسا ہی کر کے دکھائیں

تاکہ تیری اوران کی عزّت ظاہر ہو۔ بادشاہ نے حضرت شمعون (رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ) سے کہا کہ تم سے کچھ چُھپانے کی بات نہیں ہے، ہمارا معبود نہ دیکھے، نہ سنے، نہ کچھ بگاڑ سکے، نہ بنا سکے پھر بادشاہ نے ان دونوں حواریوں سے کہا کہ اگر تمہارے معبود کو مُردے کے زندہ کردینے کی قدرت ہوتو ہم اس پر ایمان لے آئیں۔ انہوں نے کہا: ہمارا معبود ہر شے پر قادِر ہے، بادشاہ نے ایک کسان کے لڑکے کو منگایا جس کو مرے ہوئے سات دن ہو گئے تھے اور جسم خراب ہو چکا تھا، بَد بو پھیل رہی تھی، ان کی دُعا سے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کو زندہ کیا اور وہ اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ میں مُشرِک مرا تھا مجھ کو جہنّم کی سات وادیوں میں داخل کیا گیا، میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ جس دین پر تم ہو بہت نقصان دہ ہے، ایمان لاؤ اور کہنے لگا کہ آسمان کے دروازے کھلے اور ایک حسین جوان مجھے نظر آیا جو ان تینوں شخصوں کی سفارش کرتا ہے۔ بادشاہ نے کہا: کون تین؟ اس نے کہا: ایک شمعون اور دو یہ (قیدی)۔ (یہ سُن کر) بادشاہ کو تعجّب ہوا۔ جب حضرتِ شمعون (رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ) نے دیکھا کہ ان کی بات بادشاہ میں اثر کر گئی تو انہوں نے بادشاہ کو نصیحت کی وہ ایمان لایا اور اس کی قوم کے کچھ لوگ ایمان لائے اور کچھ نہیں لائے بلکہ کہنے لگے: ہم تمہیں منحوس سمجھتے ہیں جب سے تم آئے ہو بارش ہی نہیں ہوئی، بیشک تم اگر اپنے دین کی تبلیغ سے باز نہ آئے تو ضرور ہم تمہیں سنگسار کریں گے اور بیشک ہمارے ہاتھوں تم پر دکھ کی مار پڑے گی۔ انہوں نے فرمایا: تمہاری نُحوست (یعنی تمہارا کُفر) تو تمہارے ساتھ ہے، کیا اس پر بدکتے ہو کہ تم سمجھائے گئے

اور تمہیں اسلام کی دعوت دی گئی! بلکہ تم حد سے بڑھنے والے لوگ ہو ضلال وطُغیان میں اور یہی بڑی نُحوست ہے۔(سورۂ یٰسین آیت ۱۳تا۱۹مع تفسیر خزائن العرفان،ص ۸۱۶)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(٤) یہود ومنافقین نے آمدِ مصطفٰے سے بدشگونی لی

سورۃ النساء آیت 78 میں ہے:

وَ اِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ یَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ یَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ؕ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ فَمَالِ هٰۤؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا یَكَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ حَدِیْثًا ﴿۷۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور انہیں کوئی بھلائی پہنچے تو کہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور انہیں کوئی برائی پہنچے تو کہیں یہ حضور کی طرف سے آئی تم فرمادو سب اللہ کی طرف سے ہے تو ان لوگوں کو کیا ہوا کوئی بات سمجھتے معلوم ہی نہیں ہوتے! (پ۵،النساء:۷۸)

مُفَسِّرِشَہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنّان اِس آیت کے تحت لکھتے ہیں: جب حضور سیِّدِ عالَم صلَّی اللّٰہ علیہ وسلَّم ہجرت فرما کر مدینہ پاک (زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّ تَعظِیْمًا) میں رونق اَفروز ہوئے اور یہودِ مدینہ کو دعوتِ اسلام دی تو اکثر یہود نے سَرکشی کرتے ہوئے حضور (صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی مخالفت پر کمر باندھ لی اور ان میں سے بعض لوگ تَقِیَّہ کرکے (یعنی اپنے کُفر کو چھپاتے ہوئے) کلمہ پڑھ کر مسلمانوں میں گھس آئے اور طرح طرح سے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے لگے جس

کی سزامیں کبھی وہاں وَقت پر بارش نہ ہوتی کبھی پھل کم ہوتے جیسے کہ گزشتہ امتوں کا حال ہوتا رہا ہے تو مَردُود یہودی اور منافقین بولے کہ **نَعُوْذُ بِاللّٰہِ** ان صاحب (**محمد** رسول **اللّٰہ** صلی اللّٰہ علیہ وسلم) کے قدم آنے سے ہمارے ہاں کی خیر وبَرَکت کم ہوگئی، یہ سب مصیبتیں ان کی آمد سے ہوئیں، ان کی تَرْدِید میں یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔ (مفتی صاحب مزید لکھتے ہیں:) اب بھی بعض کفار مسلمانوں کو منحوس کہتے ہیں بلکہ بعض جاہل مسلمان نمازی پرہیز گار متقی مسلمان کو منحوس اوران کے نیک اعمال کونُحُوست کہتے سنے گئے، یہ سب انہی شیاطین کا تَرَکہ (یعنی چھوڑی ہوئی چیز) ہے۔ (تفسیر نعیمی، ۵/ ۴۰)

حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے یثرب مدینہ بنا

مفتی صاحب مزید لکھتے ہیں: اس زمانہ پاک میں صِدِّیقین تو کہتے تھے: حضور (صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی تشریف آوری سے ہمارا یَثْرَب **مدینہ** شریف بن گیا، یہاں کی خاک شفا، یہاں کی آب وہوا علاج ہوگئے مگر منافقین و یہود یعنی زِندیقین کہتے تھے کہ حضور (صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کے قدم سے مدینہ کی برکتیں اُڑگئی،..... اعلیٰ حضرت (رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ) نے کیا خوب فرمایا ہے: ؎

کوئی جان بس کے مہک رہی کسی دل میں اس سے کھٹک رہی!
نہیں اس کے جلوے میں یک رہی کہیں پھول ہے کہیں خار ہے

ہم نے عرض کیا ہے: ؎

طیبہ کی زینت ان ہی کے دَم سے کعبہ کی رونق ان کے قدم سے !!
کعبہ ہی کیا ہے سارے جہاں میں دُھوم ہے ان کی کون ومکاں میں !

یعنی حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کے دَم قدم سے مدینہ کے باشندے آپس میں شِیر وشکر ہوگئے، حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کے دَم سے مدینہ تمام دنیا کا مَلجا وماویٰ بن گیا، حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی وجہ سے مدینہ کی صدہا تاریخیں لکھی گئیں اور یہ تاریخی مقام ہوگیا، حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی وجہ سے مدینہ کی تعریف میں ہزارہا قصیدے لکھے گئے، کسی شہر کو یہ عزت نہ ملی، حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی وجہ سے مدینہ کی طرف تمام مخلوق کھنچنے لگی، حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کے قدم سے مدینہ کو مدینہ منورہ کہا جانے لگا یہ سب بہاریں ان کے دَم قدم کی ہیں۔ (تفسیر نعیمی، ۵/۲۴۳)

کر کے ہجرت یہاں آگئے مصطفٰے روشنی آج گھر گھر مدینے میں ہے
جانتے ہو مدینہ ہے کیوں دل پسند دونوں عالَم کا دِلبر مدینے میں ہے
نور کی دیکھو برسات ہے چار سُو کیا سماں کیف آور مدینے میں ہے
ہے مدینے کا رُتبہ بڑا خُلد سے کیوں کہ محبوبِ داوَر مدینے میں ہے
سبز گنبد کا عطّار منظر تو دیکھ
کس قدر کیف آور مدینے میں ہے[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

---

[1] : مکمل کلام پڑھنے کے لئے ''**وسائل بخشش**'' (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا صفحہ نمبر 150 ملاحظہ کیجئے۔

برائی کی نسبت اپنی طرف کرنی چاہیے

سورۃ النساء آیت 78 میں اِرشاد ہوتا ہے:

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۫ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ

ترجمۂ کنزالایمان: اے سننے والے تجھے جو بھلائی پہنچے وہ اللّٰہ کی طرف سے ہے اور جو برائی پہنچے وہ تیری اپنی طرف سے ہے۔ (پ ۵، النساء: ۷۹)

صدرُ الافاضِل حضرتِ علّامہ مولانا سیِّد محمد نعیم الدّین مُرادآبادی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ الھادی اِس آیت کے تحت لکھتے ہیں: کہ تو نے ایسے گناہوں کا اِرتکاب کیا کہ تو اس کا مستحق ہوا۔ **مسئلہ:** یہاں بُرائی کی نسبت بندے کی طرف مَجاز ہے اور اُوپر جو مذکور ہوا وہ حقیقت تھی۔ بعض مفسّرین نے فرمایا کہ بَدی کی نسبت بندے کی طرف بَرسبیلِ ادب ہے، خلاصہ یہ کہ بندہ جب فاعلِ حقیقی کی طرف نظر کرے تو ہر چیز کو اُسی کی طرف سے جانے اور جب اَسباب پر نظر کرے تو بُرائیوں کو اپنی شامتِ نَفْس کے سبب سے سمجھے۔ (خزائن العرفان، ص ۱۷۷)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

مشرکین بدشگونی لیا کرتے تھے

حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی شافعی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ الھادی لکھتے ہیں: زمانہ جاہلیت میں مشرکین پرندوں پر اِعتماد کرتے تھے، جب ان میں سے کوئی شخص کسی کام کے لیے نکلتا تو وہ پرندے کی طرف دیکھتا اگر وہ پرندہ دائیں طرف اُڑتا

تو وہ اس سے نیک شگون لیتا اور اپنے کام پر روانہ ہو جاتا اور اگر وہ پرندہ بائیں جانب اُڑتا تو وہ اس سے بدشگونی لیتا اور لوٹ آتا، بعض اوقات وہ کسی مہم پر روانہ ہونے سے پہلے خود پرندے کو اُڑاتے تھے، پھر جس جانب وہ اُڑتا تھا اس پر اِعتماد کرکے اس کے مطابق مہم پر روانہ ہوتے یا رُک جاتے۔ جب شریعت آ گئی تو ان کو اس طریقہ سے روک دیا۔ (فتح الباری، کتاب الطب، باب الطیرة، ۱۱/ ۱۸۰)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

یہ تمہارے ذہن کا وہم ہے

حضرتِ سیِّدُنا معاویہ بن حَکَمْ رضی اللہ تعالٰی عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ! ہم زمانہ جاہلیت میں کچھ کام کرتے تھے (آپ ہمیں ان کا حکم بتایئے؟) ہم کاہنوں کے پاس جایا کرتے تھے، سرکارِ عالی وقار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: کاہنوں کے پاس مت جاؤ، میں نے پوچھا: ہم (پرندوں وغیرہ سے) شگون بھی لیتے تھے؟ اِرشاد فرمایا: یہ ایک چیز (یعنی خیال) ہے جسے تم میں سے کوئی اپنے دل میں پاتا ہے لیکن یہ تمہیں (تمہاری حاجت وغیرہ سے) نہ روک دے۔

(مسلم، کتاب السلام، باب تحریم الکھانة و اتیان الکھان ص ۱۲۲۳، حدیث: ۵۳۷ و مرقاة المفاتیح، کتاب الطب و الرقی، الفصل الاول ۸/ ۳۵۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

پرندے بھی تقدیر کے مطابق ہی اُڑتے ہیں

حضرتِ سیِّدُنا اَبُوبُرْدَہ رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ بیان کرتے ہیں: میں حضرتِ سَیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: مجھے کوئی ایسی حدیث بیان کیجیے جو آپ نے **رسولُ اللّٰہ** صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے خود سُنی ہو؟ اُمُّ المؤمنین رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا نے جواب دیا: **رسولُ اللّٰہ** صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: پرندے تقدیر کے مطابق اُڑتے ہیں[1] اور نبی کریم صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اچھی فال کو پسند فرماتے تھے۔

(مسند امام احمد،۹/ ٤٥٠، حدیث: ۲٥٠۳٦)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

بَد فالی کی کچھ حقیقت نہیں ہے

بخاری شریف میں حضرتِ سیِّدُنا ابوہریرہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سے مَرْوی ہے کہ سرکارِ مدینہ، سلطانِ باقرینہ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: عَدویٰ نہیں (یعنی مرض لگنا اور متعدی ہونا نہیں) ہے اور نہ بَد فالی ہے اور نہ ھَامَّۃ ہے، نہ صفر اور مَجْذُوم سے بھاگو، جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔ (بخاری، کتاب الطب، باب الجذام، ٤/ ٢٤، حدیث: ٥٧٠٧، و عمدۃ القاری، کتاب الطب، باب الجذام، ١٤/ ٦٩٢، الحدیث: ٥٧٠٧)

[1]: اس لیے ان کے دائیں بائیں اڑنے میں کوئی تاثیر نہیں ہے۔ (التیسیر بشرح جامع الصغیر ۲/ ۱۲۳)

شارِحِ بُخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ القوی نے اس حدیث کی جو شرح فرمائی ہے اس سے حاصل ہونے والے چند مَدَنی پھول پیش کرتا ہوں:

❀ اہلِ جاہلیت کا اِعتقاد تھا کہ بعض بیماریاں ایسی ہیں جو دوسرے کو لگ جاتی ہیں، جیسے جُذام، خارش، طاعون وغیرہ، اس کی حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے نفی فرمائی۔ ایک اَعرابی حاضر ہوئے، انہوں نے عرض کی کہ ہمارے اونٹ صاف سُتھرے اچھے ہوتے ہیں، اس میں ایک خارش زدہ اونٹ آتا ہے اور سب کو خارش زدہ بنادیتا ہے، حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کس نے پہلے کو خارش زدہ بنایا؟ انہوں نے عرض کی: **اللہ** نے۔ فرمایا: اسی طرح سب کو **اللہ** نے خارش زدہ بنایا۔

❀ عرب کی عادت تھی کہ جب سفر کے لیے نکلتے تو اگر کوئی پرندہ داہنے طرف سے اڑتا تو اس کو مبارک جانتے اور اگر بائیں طرف اڑتا تو اس کو بُرا شگون جانتے، اس قسم کے اور بھی توہّمات پھیلے ہوئے تھے اور آج ہمارے بھی معاشرے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے اِن تمام **تَوَھُّمات** کو دَفع (یعنی دُور) فرمایا۔ ❀ ''**ھَامَّۃ**'' ایک چڑیا کا نام ہے، ایک قول ہے کہ یہ اُلّو ہے، اہلِ جاہلیت کا اِعتقاد تھا کہ یہ چڑیا جب کسی گھر پر بیٹھتی ہے تو اس گھر میں کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے۔ آج بھی جاہلوں میں یہ مشہور ہے کہ اُلّو جس گھر میں بولے یا جس گھر کی چھت پر بولے اس گھر میں کوئی مصیبت نازل ہوگی۔ ایک قول یہ ہے کہ اہلِ جاہلیت کا اِعتقاد تھا کہ مُردہ کی ہڈیاں ''ھامہ'' ہوکر اُڑتی ہیں، ایک قول یہ ہے کہ ان کا اِعتقاد یہ

تھا کہ جس مقتول کا قِصاص (یعنی بدلہ) نہ لیا جائے وہ ''ھامّہ'' ہو جاتا ہے، اور وہ کہتا رہتا ہے مجھے پلاؤ مجھے پلاؤ، جب اس کا قصاص لے لیا جاتا ہے تو وہ اُڑ جاتا ہے۔ ان سب **تَوَھُّمات** کا حضورِ اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے رَد فرمایا کہ یہ سب کچھ نہیں ہے۔ (نزھۃ القاری، ۵/۵۰۲)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

کیا گھر بدلنے سے بَرَکت خَتْم ہو جاتی ہے؟

منقول ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: **یارسولَ اللہ** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہم ایک مکان میں رہتے تھے، اس میں ہمارے اہل وعیال کثیر اور مال کثرت سے تھا پھر ہم نے مکان بدلا چنانچہ ہمارے مال اور اہل وعیال کم ہو گئے۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: چھوڑ و! ایسا کہنا بُری بات ہے۔ (أدب الدین والدنیا للماوردی، ص٢٧٦)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

بَدشگونی لینا میرا وہم تھا

تفسیر روح البیان میں ہے کہ ایک شخص کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں اتنا تنگ دَست ہوگیا کہ بھوک مٹانے کے لئے مٹی کھانی پڑی مگر پھر بھی بھوک ستاتی رہی۔ میں نے سوچا کاش! کوئی ایسا شخص مل جائے جو مجھے کھانا کھلا دے، چنانچہ میں ایسے شخص کی تلاش میں اِیران کے شہر اَہواز کی طرف روانہ ہوا حالانکہ وہاں میرا کوئی

واقف نہ تھا۔ جب میں دریا کے کنارے پہنچا تو وہاں کوئی کشتی موجود نہیں تھی ، میں نے اسے بَد فالی پر محمول کیا۔ پھر مجھے ایک کشتی نظر آئی مگر اس میں سوراخ تھا ، یہ دوسری بَد فالی ہوئی ۔ میں نے کشتی کے ملاح کا نام پوچھا تو اس نے '' دیوزادہ '' بتایا (جسے عربی میں شیطان کہا جاتا ہے) یہ تیسری بَد فالی تھی ۔ بہرحال میں اس کشتی پر سوار ہوگیا ، جب دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچا تو میں نے آواز لگائی : اے بوجھ اٹھانے والے مزدور! میرا سامان لے چلو ، اس وَقت میرے پاس ایک پُرانا لحاف اور کچھ ضَروری سامان تھا۔ جس مزدُور نے مجھے جواب دیا وہ ایک آنکھ والا (یعنی کانا) تھا ، میں نے کہا: یہ چوتھی بَد فالی ہے۔ میرے جی میں آئی کہ یہاں سے واپس لوٹ جانے میں ہی عافیت ہے لیکن پھر اپنی حاجت کو یاد کرکے واپسی کا اِرادہ تَرْک کردیا۔ جب میں سرائے (مسافر خانے) پہنچا اور ابھی یہ سوچ رہا تھا کہ کیا کروں کہ اتنے میں کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا: کون؟ تو جواب ملا کہ میں آپ سے ہی ملنا چاہتا ہوں ۔ میں نے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں؟ اس نے کہا: ہاں ۔ میں نے دل میں کہا: '' یا تو یہ دشمن ہے یا پھر بادشاہ کا قاصِد ! '' میں نے کچھ دیر سوچنے کے بعد دروازہ کھول دیا۔ اس شخص نے کہا: مجھے فلاں شخص نے آپ کے پاس بھیجا ہے اور یہ پیغام دیا ہے کہ اگرچہ میرے آپ سے اِختلافات ہیں لیکن اخلاقی حقوق کی ادائیگی ضَروری ہے ، میں نے آپ کے حالات سُنے ہیں اسلئے مجھ پر لازِم ہے کہ آپ کی ضروریات کی کفالت کروں ۔ اگر آپ ایک یا دو ماہ تک ہمارے یہاں قیام کریں تو

آپ کی زندگی بھر کی کفالت کی ترکیب ہوجائے گی اور اگر آپ یہاں سے جانا چاہتے ہیں تو یہ 30 دینار ہیں انہیں اپنی ضروریات پر خرچ کرلیجئے اور تشریف لے جایئے ہم آپ کی مجبوری سمجھتے ہیں۔اس شخص کا بیان ہے کہ اس سے پہلے میں کبھی 30 دینار کا مالک نہیں ہوا تھا نیز مجھ پر یہ بات بھی ظاہر ہوگئی کہ بدشگونی کی کوئی حقیقت نہیں۔

(روح البیان،۱/۳۰۴ ملخصاً)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

تیروں سے فال نہ نکالو

پارہ 5 سورۂ مائدہ کی آیت 90 میں اِرشاد ہوتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾ (پ۷،المائدہ:۹۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور تیروں سے فال نکالنا یہ سب ناپاکی ہیں، شیطان کے کاموں سے ہیں، ان سے بچو تا کہ فلاح پاؤ۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

پانسے ڈالنا (یعنی تیر پھینک کر فال نکالنا) گناہ کا کام ہے

پارہ 6، سورۂ مائدہ کی آیت 3 میں اِرشاد ہوتا ہے:

وَ اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ؕ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ؕ (پ٦،المائدۃ:٣)

ترجمہ کنزالایمان: اور پانسے ڈال کر بانٹا کرنا یہ گناہ کا کام ہے۔

صدرُالافاضِل حضرتِ علاّمہ مولانا سیِّد محمد نعیم الدّین مُرادآبادی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ الہادی لکھتے ہیں: زمانہ جاہلیت کے لوگوں کو جب سفر یا جنگ یا تجارت یا نکاح وغیرہ کام دَرپیش ہوتے تو وہ تین تیروں سے پانسے ڈالتے اور جو نکلتا اس کے مطابق عمل کرتے اور اس کو حکمِ الٰہی جانتے ، ان سب کی ممانعت فرمائی گئی ۔ (خزائن العرفان،ص ۲۰۷) بریقہ محمودیہ شرح طریقہ محمدیہ میں ہے: تین تیروں میں سے ایک پر لکھا ہوتا: ''اَمَرَنِی رَبِّی (یعنی مجھے میرے رب نے حکم دیا)'' دوسرے پر: ''نَھَانِی رَبِّی (یعنی مجھے میرے رب نے روکا)'' اور تیسرے تیر پر کچھ نہ لکھا ہوتا، اگر پہلا تیر نکلتا تو وہ کام کرلیا کرتے، اگر دوسرا نکلتا تو اس کام سے رُک جاتے اور اگر تیسرا نکلتا تو دوبارہ پانسے ڈالتے۔ان تیروں اور اس طرح کی دوسری چیزوں کا استعمال جائز نہیں۔

(بريقه محموديه شرح طريقه محمديه، باب الخامس والعشرون،۲/ ۳۸۵)

قرآنی فال نکالنا ناجائز ہے

بعض لوگ قرآن مجید کا کوئی بھی صفحہ کھول کر سب سے پہلی آیت کے ترجمے سے اپنے کام کے بارے میں خودساختہ مفہوم اَخذ کرکے فال نکالتے ہیں، اس طرح فال نکالنا ناجائز ہے۔ حدیقہ ندیہ میں ہے: قرآنی فال، فالِ دانیال اور اس طرح کی دیگر فال جو فی زمانہ نکالیں جاتی ہیں نیک فالی میں نہیں آتیں بلکہ ان کا بھی وہی حکم ہے جو پانسوں کے تیروں کا ہے لہٰذا یہ ناجائز ہیں۔ (حديقه نديه شرح طريقه محمديه ۲ /۲٦ ملخصًا) جبکہ بریقہ محمودیہ میں ہے: قرآن پاک سے بدشگونی لینا مکروہِ تحریمی

ہے۔(بریقه محمودیه شرح طریقه محمدیه، باب الخامس والعشرون،٢/ ٣٨٦)

ایک عبرت انگیز حکایت

ایک دن وَلِید بِنْ یَزِید بِنْ عبد الملک نے قرآن پاک سے فال نکالی تو جیسے ہی قرآن پاک کھولا تو یہ آیت مبارکہ نکلی:

وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿١٥﴾ (پ١٣،ابراھیم ١٥) ترجمہ کنزالایمان: اور انہوں نے فیصلہ مانگا اور ہر سرکش وہٹ دھرم نامُراد ہوا۔

تو وَلِید بِنْ یَزِید نے قرآن پاک کو(مَعَاذَ الله عَزَّوَجَلَّ) شہید کردیا اور یہ شعر پڑھا:

أَتَـوَعَّـدُ كُـلَّ جَبَّـارٍ عَـنِيـدٍ فَهَـا أَنَـا ذَاكَ جَبَّـارٌ عَـنِيـدُ

إِذَا مَـا جِئْـتَ رَبَّكَ يَوْمَ حَشْرٍ فَقُلْ يَـا رَبِّ خَرَّقَنِي الْوَلِيدُ

ترجمہ: کیا تُو ہر سرکش وہٹ دھرم کو دھمکی دیتا ہے(مَعَاذَ الله عَزَّوَجَلَّ)، ہاں! میں ہوں وہ سرکش وہٹ دھرم، جب تُو قیامت کے دن اپنے رب کے پاس حاضر ہوتو کہہ دینا مجھے ولید نے شہید کیا تھا۔

اس سانحے کے تھوڑے ہی دنوں کے بعد کسی نے ولید کو بے دردی سے قتل کردیا، اس کے سر کو پہلے اس کے محل پھر شہر کی دیواروں پر لٹکا دیا گیا۔

(ادب الدنیا والدین، ص٢٧٦)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيب ! صلَّى اللّٰهُ تعالٰی علٰی محمَّد

انہوں نے کبھی فال کا تیر نہیں پھینکا

حضرتِ سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جب بیتُ اللّٰہ میں تصویریں دیکھیں تو داخل نہ ہوئے یہاں تک کہ انہیں آپ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے حکم سے مٹا دیا گیا، آپ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم اور حضرتِ سیِّدُنا اسماعیل عَلَیْہِمَا السَّلام کی تصویروں کو دیکھا کہ ان کے ہاتھوں میں فال کے تیر تھے، آپ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ان لوگوں (یعنی تصویر بنانے والوں) کو ہلاک کرے، بخدا! ان دونوں بزرگوں نے کبھی ان تیروں کے ذریعے قسمت معلوم نہیں کی۔

(بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، ۲/ ۴۲۱، حدیث: ۳۳۵۲)

فال کے تیر کیسے ہوتے تھے؟

شارحِ بُخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ القوی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: مشرکین نے فال کے سات تیر بنا لئے تھے ایک پر لکھا تھا ''نَعَمْ (ہاں)'' دوسرے پر ''لَا (نہیں)'' تیسرے پر ''مِنْھُمْ (ان میں سے)'' چوتھے پر ''مِنْ غَیْرِھِمْ (ان کے علاوہ میں سے)'' پانچویں پر ''مُلْصَق (وابستہ ہونے والا)'' چھٹے پر ''اَلْعَقْل (دِیت)''[1] ساتویں پر ''فَضْلُ الْعَقْل (بقیہ دیت)''۔ یہ تیر کعبے کے خادم کے

[1]: دِیت اس مال کو کہتے ہیں جو نفس (جان) کے بدلے میں لازم ہوتا ہے (بہارِ شریعت ۳/۸۳۰)

پاس رہتے تھے۔مشرکین جب کہیں جانے یا بیاہ کرنے کا اِرادہ کرتے یا انہیں اور بھی کوئی ضرورت ہوتی تو یہ خادم پانسہ پھینکتا اگر ''نَعَمْ (ہاں)'' نکلتا تو وہ کام کرتے اگر ''لَا (نہیں)'' نکلتا تو نہیں کرتے اور اگر کسی کے نسب میں شک ہوتا تو ان تین تیر کا پانسہ پھینکتے جن پر ''مِنْھُمْ''، ''مِنْ غَیْرِھِمْ''، ''مُلْصَق'' ہوتا اگر ''مِنْھُمْ (ان میں سے)'' نکلتا تو کہتے اس کا نسب دُرُست ہے اور اگر ''مِنْ غَیْرِھِمْ (ان کے علاوہ میں سے)'' نکلتا تو کہتے یہ اس قوم کا نہیں اس کا حلیف ہے اور اگر ''مُلْصَق (وابستہ ہونے والا)'' نکلتا تو کہتے کہ اس کا اس قوم سے نہ نسب ہے نہ اس کا حلیف ہے اور اگر کوئی جُرم کرتا اور اس میں اختلاف ہوتا کہ اس کی دیت (مالی تاوان) کس پر ہے تو بقیہ دونوں تیر سے کام لیتے ،ایک فریق کو متعین کر کے پانسہ ڈالتے اگر اس کے نام پر ''عَقْل (دیت)'' والا تیر آجاتا تو اس پر دیت لازم کردیتے اور دوسرے فریق کو بَری (یعنی آزاد) اور اگر ان سے دیت کی پوری رقم وصول نہ ہوتی اور اختلاف ہوتا کہ کون ادا کرے؟ تو پھر ''فَضْلُ الْعَقْل (بقیہ دیت)'' والا تیر پھینکتے جس کے نام پر گرتا وہ ادا کرتا۔ اس کی تفصیل میں اور بھی اَقوال ہیں میں نے تعارف کے لئے یہ ایک ذِکْر کردیا ہے۔ یہ توہُّم پرستی تھی جہالت تھی بلکہ نسب اور دیت کے معاملے میں ظُلْم ،اس لئے اسلام نے اسے سختی سے منع فرما دیا ہے ،اِرشاد ہے: وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ط (پ٦،المائدۃ:٣) تم پر حرام کیا گیا ہے پانسوں سے قسمت کا حال معلوم کرنا۔

(نزھۃ القاری،۳/۱۰۵)

فال کھولنے کے بارے میں اعلیٰ حضرت کا فتویٰ

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدِّدِ دین وملّت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن سے ایسے شخص کے بارے میں **سُوال** کیا گیا کہ جو شخص فال کھولتا ہو، لوگوں کو کہتا ہو: تمہارا کام ہو جائے گا یا نہ ہوگا، یہ کام تمہارے واسطے اچھا ہوگا یا بُرا ہوگا، اس میں نفع ہوگا یا نقصان؟ تو اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ نے **جواب** دیا: (۱) اگر یہ احکام قطع و یقین کے ساتھ لگاتا ہو جب تو وہ مسلمان ہی نہیں، اس کی تصدیق کرنے والے کو صحیح حدیث میں فرمایا: فَقَدْ کَفَرَ بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّد یعنی اس نے اس چیز کے ساتھ کُفر کیا جو محمد صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلَّم پر اُتاری گئی [1] اور (۲) اگر یقین نہیں کرتا جب بھی عام طور پر جو فال دیکھنا رائج ہے معصیت (یعنی گناہ) سے خالی نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ۲۳/۱۰۰ ملخصًا)

فال کی اُجرت لینے کا حکم

مُفَسِّرِ شَہِیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنّان تفسیرِ نعیمی میں لکھتے ہیں: فال کھولنا یا فال کھولنے پر اُجرت لینا یا دینا سب حرام ہے۔

(نورالعرفان، پ۷، المائدہ ۹۰)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

---

[1]: ترمذی، کتاب الطهارة، باب ما جاء فی کراهية اتيان الحائض، ۱/۱۸۵، حديث: ۱۳۵

اِستخارہ سکھاتے تھے

سرکارِعالی وقار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے لوگوں کوفال کی جگہ اِستخارہ کی تعلیم دی ہے، چنانچہ حضرتِ سیِّدُ نا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنھما سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہم کو تمام اُمور میں استخارہ تعلیم فرماتے جیسے قرآن کی سُورت تعلیم فرماتے تھے۔

(بُخارِی،کتاب التھجد،باب ما جاء فی التطوع مثنی مثنی،١/٣٩٣،حدیث:١١٦٢)

مُفَسِّرِشَہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یارخان علیہ رحمۃُ الحنّان اِس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں: اِستخارہ کے معنی ہیں خیر مانگنا یا کسی سے بھلائی کا مشورہ کرنا، چونکہ اس دُعا ونماز میں بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے گویا مشورہ کرتا ہے کہ فلاں کام کروں یا نہ کروں اسی لئے اسے اِستخارہ کہتے ہیں۔(مراۃ المناجیح،٢/٣٠١)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

اِستخارہ کرنے والا نقصان میں نہیں رہے گا

حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: مَا خَابَ مَنِ اسْتَخَارَ، وَلَا نَدِمَ مَنِ اسْتَشَارَ، وَلَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ یعنی جو اِستخارہ کرے وہ نقصان میں نہ رہے گا، جو مُشاورت سے کام کرے وہ پشیمان نہ ہوگا اور جس نے میانہ رَوِی اختیار کی وہ محتاج نہ ہوگا۔

(مجمع الزوائد،کتاب الصلاۃ،باب الاستخارۃ، ٢ / ٥٦٦، حدیث: ٣٦٧٠)

استخارہ چھوڑنے کا نقصان

سرکارِ مدینۂ منوّرہ، سردارِ مکّۂ مکرّمہ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مِنْ شِقَاوَةِ ابْنِ آدَمَ تَرْكُهُ اسْتِخَارَةَ اللّٰهِ یعنی بندے کی بدبختی میں سے ہے کہ وہ **اللہ** تعالٰی سے اِستخارہ کرنا چھوڑ دے۔

(ترمذی، کتاب القدر، باب ما جاء فی الرضا بالقضاء، ۴/۶۰، حدیث: ۲۱۵۸)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

اِستخارہ کن کاموں کے بارے میں ہوگا؟

صِرْف ان کاموں کے بارے میں استخارہ ہوسکتا ہے جو ہر مسلمان کی رائے پر چھوڑے گئے ہیں مثلاً تجارت یا ملازمت میں سے کس کا انتخاب کیا جائے؟ سفر کے لئے کون سا دن یا کون سا ذریعہ مناسب رہے گا؟ مکان ودکان کی خریداری مفید ہوگی یا نہیں؟ کون سے علاقے میں رہائش مناسب ہوگی؟ شادی کہاں کی جائے؟ وغیرہ وغیرہ۔ جن کاموں کے بارے میں شریعت نے واضح اَحکام بیان کردیئے ہیں ان میں استخارہ نہیں ہوتا جیسے پنج وقتہ فرض نمازیں، مالدار ہونے کی صورت میں زکوۃ کی ادائیگی رمضان المبارک کے روزے وغیرہ کے بارے میں استخارہ نہیں کیا جائے گا کہ میں نماز پڑھوں یا نہ پڑھوں؟ زکوۃ ادا کروں یا نہ کروں؟ اسی طرح جھوٹ بولنا یا کسی کی حق تلفی کرنا وغیرہ جن کاموں سے شریعت نے منع کیا ہے وہ کروں یا نہ کروں؟ بلکہ ان تمام کاموں میں شریعت کی ہدایات پر عمل کرنا ضَروری ہے نیز استخارہ کے لئے یہ بھی

شرط ہے کہ وہ کام جائز ہو نا جائز کاروبار وغیرہ کے لئے استخارہ نہیں کیا جائے گا۔حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الغَنِی استخارہ سے متعلق حدیث پاک کی شرح بیان کرتے ہوئے اِرشاد فرماتے ہیں: بشرطیکہ وہ کام نہ حرام ہو، نہ فرض و واجب اور نہ روزمرہ کا عادی کام، لہٰذا نماز پڑھنے، حج کرنے یا کھانا کھانے، پانی پینے پر استخارہ نہیں۔(مراۃ المناجیح،۲/۳۰۱)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

اس کام کا مکمل اِرادہ نہ کیا ہو

اِستخارہ کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ اِستخارہ ایسے کام کے متعلق کیا جائے جس کے کرنے کے بارے میں طبیعت کا کسی طرف مَیلان نہ ہو کیونکہ اگر کسی ایک طرف رَغبت پیدا ہوچکی ہوگی تو پھر اِستخارہ کی مدد سے صحیح صورتحال کا واضح ہونا بہت مشکل ہوجائیگا۔(فتح الباری،۱۲/ ۱۵۵ ملخصاً) صَدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ القوی بہارِ شریعت جلد 1 صفحہ 683 پر لکھتے ہیں: استخارہ کا وَقْت اس وَقْت تک ہے کہ ایک طرف رائے پوری جَم نہ چکی ہو۔(بہارشریعت ۱/۶۸۳) مُفَسِّرِ شَہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنّان لکھتے ہیں: یہ بھی ضَروری ہے کہ اس کام کا پورہ ارادہ نہ کیا ہو صِرْف خیال ہو، جیسے کوئی کاروبار، شادی بیاہ، مکان کی تعمیر وغیرہ کا معمولی اِرادہ ہو اور تردّد ہو کہ نہ معلوم اس میں بھلائی ہوگی یا نہیں تو استخارہ کرے۔(مراۃ المناجیح،۲/۳۰۱)

استخارہ کا مطلب طلبِ خیر (یعنی بھلائی کو طلب کرنا) ہے چنانچہ استخارہ کر لینے کے بعد اس پر عمل کرنا بہتر ہے، ہاں! کسی سبب سے عمل نہ کیا تو گناہ گار نہیں ہوگا۔

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

استخارہ کے مختلف طریقے

اِستخارہ چونکہ ربعَزَّوَجَلَّ سے خیر مانگنے یا کسی سے بھلائی کا مشورہ کرنے کو کہتے ہیں، اس لئے مختلف دعاؤں کے ذریعے رب تعالٰی سے استخارہ کیا جاتا ہے، جس میں سے ایک دُعا نماز کے بعد مانگی جاتی ہے اسی وجہ سے اس نماز کو نمازِ استخارہ کہا جاتا ہے۔

نمازِ استخارہ کا طریقہ

جب کوئی کسی اَمر کا قصد کرے تو دو رکعت نفل پڑھے پھر کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ قَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ قَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِهٖ.

(اے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) میں تیرے عِلْم کے ساتھ تجھ سے خیر طَلَب کرتا (کرتی) ہوں اور تیری قدرت کے ذریعہ سے طلبِ قدرت کرتا (کرتی) ہوں اور تجھ سے تیرا فضل عظیم مانگتا (مانگتی) ہوں کیونکہ تو قدرت رکھتا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا (رکھتی) تو سب کچھ جانتا ہے اور میں نہیں جانتا (جانتی) اور تو تمام پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہے، اے اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) اگر تیرے عِلْم میں یہ اَمْر (جس کا میں قصد واِرادہ رکھتا (رکھتی) ہوں) میرے دین وایمان اور میری زندگی اور میرے اَنجام کار میں دنیا وآخرت میں میرے لیے بہتر ہے تو اس کو میرے لیے مقدر کردے اور میرے لیے آسان کردے پھر اس میں میرے واسطے بَرَکت کردے۔ اے اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) اگر تیرے عِلْم میں یہ کام میرے لیے بُرا ہے میرے دین وایمان میری زندگی اور میرے اَنجام کار دنیا وآخرت میں تو اس کو مجھ سے اور مجھ کو اس سے پھیر دے اور جہاں کہیں بہتری ہو میرے لیے مقدر کر پھر اس سے مجھے راضی کردے۔) (بُخارِی، کتاب التھجد، باب ما جاء فی التطوع مثنی مثنی، ۱/ ۳۹۳، حدیث: ۱۱۶۲، رَدُّالْمُحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب فی رکعتی الاستخارۃ، ۲/ ۵۶۹)

علامہ ابن عابدین شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السّامی فرماتے ہیں حدیث میں وارِد اس دعا میں "ھٰذَا الْاَمْرَ" کی جگہ چاہے تو حاجت کا نام لے یا اُس کے بعد۔ (ردالمحتار ۲/ ۵۷۰) یعنی اگر عربی جانتا ہے تو اس جگہ اپنی حاجت کا تذکرہ کرے یعنی ھٰذَا الْاَمْرَ کی جگہ اپنے کام کا نام لے، مثلاً ھٰذَا السَّفَرَ یا ھٰذَا النِّکَاحَ یا ھٰذِہِ التِّجَارَۃَ یا ھٰذَا الْبَیْعَ کہے، اور اگر عربی نہیں جانتا تو "ھٰذَا الْاَمْرَ" ہی کہہ کر دل میں اپنے اس کام کے بارے میں سوچے اور دھیان دے جس کے لیے استخارہ کر رہا ہے۔

نمازِ استخارہ میں کون سی سورتیں پڑھیں؟

مُستحب یہ ہے کہ اس دُعا کے اوّل آخر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور دُرود شریف پڑھے اور پہلی رَکعت میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھے اور بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ پہلی میں وَ رَبُّكَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَ یَخْتَارُؕ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِیَرَةُؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ تَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَ رَبُّكَ یَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَ مَا یُعْلِنُوْنَ ﴿۶۹﴾

(پ ۲۰، القصص: ۶۸، ۶۹)

اور دوسری میں وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ یَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْؕ وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًاؕ ﴿۳۶﴾

(پ ۲۲، الاحزاب: ۳۶) پڑھے۔ (رَدُّالْمُحتَار، ۲/ ۵۷۰)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

اشارہ کیسے ملے گا؟

بعض مشائخِ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السّلام سے منقول ہے کہ دُعائے مذکور پڑھ کر باطہارت قبلہ رُو سو رہے اگر خواب میں سفیدی یا سبزی دیکھے تو وہ کام بہتر ہے اور سیاہی یا سُرخی دیکھے تو بُرا ہے اس سے بچے۔ (رَدُّالْمُحتَار، ۲/ ۵۷۰) مُفَسِّرِ شَہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنّان نے بھی اس مسئلہ کی تفصیل اِرشاد فرمائی ہے: بعض صوفیاء فرماتے ہیں کہ اگر سوتے وقت دو رکعتیں پڑھ کر یہ دعا پڑھے پھر باوضو قبلہ رُو ہو جائے تو اگر خواب میں سبزی یا سفید جاری پانی یا روشنی

دیکھے تو کامیابی کی علامت ہے اور اگر سیاہی یا گدلا پانی یا اندھیرا دیکھے تو ناکامی اور نامُرادی کی علامت ہے سات روز یہ عمل کرے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس دوران خواب میں اشارہ ہو جائے گا۔(مراۃُ المناجیح، ۲ / ۳۰۲)

سات مرتبہ اِستخارہ کرنا بہتر ہے

بہتر یہ ہے کہ سات بار استخارہ کرے کہ ایک حدیث میں ہے: ''اے اَنس! جب تو کسی کام کا قصد کرے تو اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے اس میں سات بار استخارہ کر پھر نظر کر تیرے دل میں کیا گزرا کہ بیشک اُسی میں خیر ہے۔'' (رَدُّالمُحتَار،کتاب الصلاۃ، مطلب فی رکعتی الاستخارۃ،۲ / ۵۷۰ وعمل الیوم واللیل لابن سنی باب کم مرۃ یستخیراللہ عزوجل،ص ۵۵۰)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

اگر اشارہ نہ ہو تو؟

استخارہ کرنے کے بعد اگر خواب میں کوئی اشارہ نہ ہو تو اپنے دل کی طرف دھیان کرنا چاہیے، اگر دل میں کوئی پختہ اِرادہ جم جائے یا کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں از خود رُجحان بدل جائے اسی کو استخارہ کا نتیجہ سمجھنا چاہیے اور طبیعت کے غالب رُجحان پر عمل کرنا چاہیے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

صِرْف دُعا کے ذریعے بھی استخارہ کیا جا سکتا ہے

علامہ ابن عابدین شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السّامی فتاویٰ شامی میں لکھتے ہیں: وَلَوْ تَعَذَّرَتْ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ اِسْتَخَارَ بِالدُّعَاءِ یعنی اور اگر کسی پر نمازِ استخارہ پڑھنا دشوار ہو جائے تو وہ دُعا کے ذریعے اِستخارہ کر لے۔

(رَدُّالْمُحتَار،کتاب الصلاۃ، مطلب فی رکعتی الاستخارۃ،۲/ ۵۷۰)

استخارہ کی مختصر دعائیں

مشہور محدّث حضرت علامہ ملا علی قاری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الباری ''مِرقَاۃُ الْمَفَاتِیْح'' میں لکھتے ہیں: جسے کام میں جلدی ہو تو وہ صرف یہ کہہ لے: اَللّٰھُمَّ خِرْلِیْ وَاخْتَرْلِیْ وَاجْعَلْ لِیَ الْخِیَرَۃَ (اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میرا کام بہتر کر دے اور میرے لیے (دو کاموں میں سے بہتر کو) اختیار فرما کر (اس میں) میرے لیے بہتری رکھ دے) یا یہ کہے: اَللّٰھُمَّ خِرْلِیْ وَاخْتَرْلِیْ وَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی اِخْتِیَارِیْ (اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میرا کام بہتر کر دے اور میرے لیے (دو کاموں میں سے بہتر کو) اختیار فرما اور مجھے میری پسند کے حوالے نہ فرما)

(مرقاۃ المفاتیح ، کتاب الصلاۃ ، باب التطوع ،۳ / ٤٠٦)

بُزُرگانِ دین رَحِمَھُمُ اللّٰہُ المُبِین سے اِستخارہ کرنے کے اور بھی کئی طریقے اور وظائف منقول ہیں مثلاً تسبیح کے ذریعے اِستخارہ کرنا جو قلیل وَقت میں مکمل ہو جاتا ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

اگر استخارے کے بعد بھی نقصان اٹھانا پڑے تو؟

بعض اوقات انسان اللہ عَزَّوَجَلَّ سے استخارہ کرتا ہے کہ جس کام میں میرے لیے بہتری ہو وہ ہو جائے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لیے وہ کام عطا کرتا ہے جو اس کے حق میں بہتر ہوتا ہے لیکن ظاہری اعتبار سے وہ کام اس شخص کی سمجھ میں نہیں آتا تو اس کے جی میں آتا ہے کہ میں نے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے یہ چاہا تھا کہ مجھے وہ کام ملے جو میرے لئے بہتر ہو لیکن جو کام ملا وہ تو مجھے اچھا نظر نہیں آرہا ہے، اس میں میرے لیے تکلیف اور پریشانی ہے، لیکن کچھ عرصے بعد جب اَنجام سامنے آتا ہے تب اس کو پتہ چلتا ہے کہ حقیقت میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کے لئے جو فیصلہ کیا تھا وہی اس کے حق میں بہتر تھا۔ حضرتِ سیِّدُنا مکحول اَزدی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ القوی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرتِ سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کوفرماتے سنا کہ آدمی اللہ عَزَّوَجَلَّ سے استخارہ کرتا ہے پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لیے کوئی کام پسند فرماتا ہے تو وہ آدمی اپنے رب سے ناراض ہو جاتا ہے لیکن جب وہ آدمی اس کے اَنجام میں نظر کرتا ہے تو پتا چلتا ہے کہ یہی اس کے لیے بہتر ہے۔ (کتاب الزھد لابن مبارک، مارواہ نعیم بن حماد الخ، باب فی الرضا بالقضا، ص ۳۲، حدیث: ۱۲۸)

اس کی مثال یوں سمجھیں بخار میں تپنے والا بچہ ماں باپ کے سامنے مچل رہا ہے کہ فلاں چیز کھاؤں گا اور ماں باپ جانتے ہیں کہ اس وَقت یہ چیز کھانا بچے کے لیے نقصان دہ اور مُہلک ہے، چنانچہ ماں باپ بچے کو وہ چیز نہیں دیتے بلکہ کڑوی

دوائی کھلاتے ہیں،اب بچہ اپنی نادانی کی وجہ سے یہ سمجھتا ہے کہ میرے ماں باپ نے مجھ پرظُلم کیا، میں جو چیز مانگ رہا تھا وہ مجھے نہیں دی اور اس کے بدلے میں مجھے کڑوی کڑوی دوا کھلارہے ہیں،اب وہ بچہ اس دوا کو اپنے حق میں خیر نہیں سمجھ رہا ہے لیکن بڑا ہونے کے بعد جب اسے عَقل وشعور کی نعمت ملے گی تو اس کو سمجھ آئے گی کہ میں تو اپنے لیے موت مانگ رہا تھا اور میرے ماں باپ میرے لیے زندگی اور صحت کا راستہ تلاش کررہے تھے۔ ہمارا رب عَزَّوَجَلَّ تو اپنے بندوں پر ماں باپ سے کہیں زیادہ مہربان ہے،اس لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ ایک مسلمان کو وہی شے عطا فرماتا ہے جو اَنجام کے اعتبار سے اس کے حق میں بہتر ہوتی ہے۔ بعض اوقات اس کا بہتر ہونا دنیا میں پتہ چل جاتا ہے اور بعض کا آخرت میں معلوم ہوگا۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

دریائے نیل کے نام خط

دریائے نیل ہر سال خشک ہوجایا کرتا تھا،جس سے جہالت کی بنیاد پر لوگ یہ بَدشگونی لیتے کہ دریا کو جان کی طَلَب ہے چنانچہ وہ ایک کنواری لڑکی کو عمدہ لباس اور نفیس زیور سے سجا کر دریائے نیل میں ڈال دیتے جس کے بعد دریا جاری ہوجایا کرتا تھا۔ جب مصر فتح ہوا تو ایک روز اہلِ مِصر نے حضرت سیِّدُنا عَمْرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے عرض کی: اے امیر! ہمارے دریائے نیل کی ایک رسم ہے جب تک اس کو ادا نہ کیا جائے دریا جاری نہیں رہتا۔ انہوں نے اِستفسار فرمایا: کیا؟ کہا: ہم ایک

کنواری لڑکی کو اس کے والدین سے لے کر عمدہ لباس اور نفیس زیور سے سجا کر دریائے **نیل** میں ڈالتے ہیں۔حضرت سیِّدُ ناعَمْرو بن عاص رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: **اسلام** میں ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا اور اسلام پرانی واہیات رسموں کو مٹاتا ہے۔ چنانچہ وہ رسم موقوف رکھی (یعنی روک دی) گئی اور دریا کی روانی کم ہوتی گئی یہاں تک کہ لوگوں نے وہاں سے چلے جانے کا قصد (یعنی ارادہ) کیا، یہ دیکھ کر حضرت سیِّدُ ناعَمْرو بن عاص رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے امیرُ الْمُؤمِنِین خلیفۂ ثانی حضرت سیِّدُ ناعُمَر بن خَطّاب رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کی خدمت میں تمام واقعہ لکھ بھیجا۔آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے جواب میں تحریر فرمایا: تم نے ٹھیک کیا، بے شک **اسلام** ایسی رسموں کو مٹاتا ہے۔میرے اس خط میں ایک رُقعہ ہے اس کو دریائے **نیل** میں ڈال دینا۔حضرت سیِّدُ ناعَمْرو بن عاص رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کے پاس جب امیرُ الْمُؤمِنِین کا خط پہنچا اور انہوں نے وہ رُقعہ اس خط میں سے نکالا تو اس میں لکھا تھا: ''(اے دریائے نیل!) اگر تو خود جاری ہے تو نہ جاری ہو اور **اللّٰہ** تعالٰی نے جاری فرمایا ہے تو میں واحِدو قہّار عَزَّوَجَلَّ سے عرض کرتا ہوں کہ تجھے جاری فرمادے۔'' حضرت سیِّدُ ناعَمْرو بن عاص رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے یہ رُقعہ دریائے **نیل** میں ڈالا ایک رات میں **16** گز پانی بڑھ گیا اور یہ رسم مصر سے بالکل موقوف (یعنی ختم) ہوگئی۔ (العظمة لابی الشیخ الاصبهانی، باب صفة النیل ومنتهاه، ص٣١٨ حدیث٩٤٠ ملخصاً وموضحاً)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

افسوس ناک صورت حال

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جس طرح اَہلِ مِصر میں دریائے نیل کو جاری رکھنے کے لئے غَلَط اِعتقاد پر مبنی رسمِ بَد جاری تھی اِسی طرح دورِ حاضر میں بھی بہت سے غَلَط سَلط اِعتقادات، توھُّمات اور ناجائز رُسومات زور پکڑتی جا رہی ہیں جن کا تعلق بَدشگونی سے بھی ہوتا ہے، ان میں سے چند چیزوں کی نشاندہی کی کوشش کرتا ہوں:

(۱) ماہِ صفر کو منحوس جاننا

نُحوست کے وہمی تصورات کے شکار لوگ ماہِ صفر کو مصیبتوں اور آفتوں کے اُترنے کا مہینہ سمجھتے ہیں خصوصا اس کی ابتدائی تیرہ تاریخیں جنہیں ''تیرہ تیزی'' کہا جاتا ہے بہت منحوس تصوُّر کی جاتی ہیں۔ وہمی لوگوں کا یہ ذہن بنا ہوتا ہے کہ صفر کے مہینے میں نیا کاروبار شروع نہیں کرنا چاہئے نقصان کا خطرہ ہے، سفر کرنے سے بچنا چاہئے ایکسیڈنٹ کا اندیشہ ہے، شادیاں نہ کریں، بچیوں کی رُخصتی نہ کریں گھر برباد ہونے کا امکان ہے، ایسے لوگ بڑا کاروباری لین دین نہیں کرتے، گھر سے باہر آمد ورفت میں کمی کردیتے ہیں، اس گمان کے ساتھ کہ آفات نازل ہورہی ہیں اپنے گھر کے ایک ایک برتن کو اور سامان کو خوب جھاڑتے ہیں، اسی طرح اگر کسی کے گھر میں اس ماہ میں میت ہوجائے تو اسے منحوس سمجھتے ہیں اور اگر اس گھرانے میں اپنے لڑکے یا لڑکی کی نسبت طے ہوئی ہو تو اس کو توڑ دیتے ہیں۔ تیرہ تیزی کے عنوان سے سفید چنے (کابلی چنے) کی نیاز بھی دی جاتی ہے۔ نیاز فاتحہ کرنا مُسْتَحَب و باعثِ ثواب ہے اور ہر طرح کے

رزقِ حلال پر ہر ماہ کی ہر تاریخ کو دی جاسکتی ہے لیکن یہ سمجھنا کہ اگر تیرہ تیزی کی فاتحہ نہ دی اور سفید چنے پکا کر تقسیم نہ کئے تو گھر کے کمانے والے افراد کا روزگار متاثر ہوگا، یہ بے بنیاد خیالات ہیں۔

عربوں میں ماہِ صفر کو منحوس سمجھا جاتا تھا

دورِ جاہلیت (یعنی اسلام سے پہلے) میں بھی ماہِ صفر کے بارے میں لوگ اسی قسم کے وہمی خیالات رکھا کرتے تھے کہ اس مہینے میں مصیبتیں اور آفتیں بہت ہوتی ہیں، چنانچہ وہ لوگ ماہِ صفر کے آنے کو منحوس خیال کیا کرتے تھے۔

(عمدة القاری،۷/۱۱۰ مفهوماً)

عرب لوگ حُرمت کی وجہ سے تین ماہ، ذُوالقعدۃ، ذُوالحجہ اور مُحرَّم میں جنگ و جَدَل اور لُوٹ مار سے باز رہتے اور انتظار کرتے کہ یہ پابندیاں خَتْم ہوں تو وہ نکلیں اور لوٹ مار کریں لہٰذا صفر شروع ہوتے ہی وہ لوٹ مار، رہزنی اور جنگ و جدل کے ارادے سے جب گھروں سے نکلتے تو انکے گھر خالی رہ جاتے، اسی وجہ سے کہا جاتا ہے: ''صَفَرُ الْمَکَان (مکان خالی ہوگیا)''۔ جب عربوں نے دیکھا کہ اس مہینے میں لوگ قتل ہوتے ہیں اور گھر برباد یا خالی ہوجاتے ہیں تو انہوں نے اس سے یہ شگون لیا کہ یہ مہینہ ہمارے لئے منحوس ہے اور گھروں کی بربادی اور ویرانی کی اصل وجہ پر غور نہیں کیا، نہ اپنے عمل کی خرابی کا احساس کیا اور نہ ہی لڑائی جھگڑے اور جنگ وجدال سے خود کو باز رکھا بلکہ اس مہینے کو ہی منحوس ٹھہرا دیا۔

صفر کچھ نہیں

ہمارے مَدَنی آقا صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صفر المظفر کے بارے میں وہمی خیالات کو باطِل قرار دیتے ہوئے فرمایا: ''لَاصَفَرَ'' صفر کچھ نہیں۔ (بخاری، کتاب الطب، باب الجذام ٤/ ٢٤، حدیث: ٥٧٠٧) محقق علی الاطلاق حضرت علامہ مولانا شاہ عبدالحق محدثِ دہلوی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ القوی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: عوام اسے (یعنی صفر کے مہینے کو) بلاؤں، حادثوں اور آفتوں کے نازل ہونے کا وَقت قرار دیتے ہیں، یہ عقیدہ باطِل ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔(اشعة اللمعات (فارسی)،٣/ ٦٦٤)

صَدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ القوی لکھتے ہیں: ماہِ صفر کو لوگ منحوس جانتے ہیں اس میں شادی بیاہ نہیں کرتے لڑکیوں کو رخصت نہیں کرتے اور بھی اس قسم کے کام کرنے سے پرہیز کرتے ہیں اور سفر کرنے سے گریز کرتے ہیں، خصوصاً ماہِ صفر کی ابتدائی تیرہ تاریخیں بہت زیادہ نحس (یعنی نُحوست والی) مانی جاتی ہیں اور ان کو تیرہ تیزی کہتے ہیں یہ سب جہالت کی باتیں ہیں۔ حدیث میں فرمایا کہ ''صفر کوئی چیز نہیں'' یعنی لوگوں کا اسے منحوس سمجھنا غَلَط ہے۔ اسی طرح ذیقعدہ کے مہینہ کو بھی بہت لوگ بُرا جانتے ہیں اور اس کو خالی کا مہینہ کہتے ہیں یہ بھی غَلَط ہے اور ہر ماہ میں 3، 13، 23، 8، 18، 28 (تاریخ) کو منحوس جانتے ہیں یہ بھی لَغْو (یعنی بے کار) بات ہے۔ (بہارِ شریعت، ٣/ ٦٥٩)

کوئی دن منحوس نہیں ہوتا

علامہ سید محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السّامی لکھتے ہیں: علامہ حامد آفندی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ القوی سے سُوال کیا گیا: کیا بعض دن منحوس یا مبارک ہوتے ہیں جو سفر اور دیگر کام کی صلاحیت نہیں رکھتے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جو شخص یہ سُوال کرے کہ کیا بعض دن منحوس ہوتے ہیں اس کے جواب سے اِعراض کیا جائے اور اس کے فعل کو جہالت کہا جائے اور اس کی مذمت بیان کی جائے، ایسا سمجھنا یہود کا طریقہ ہے، مسلمانوں کا شیوہ نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ پر تو کُّل کرتے ہیں۔

(تنقیح الفتاوی الحامدیہ،۲/ ۳٦۷)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کوئی وَقْت بَرَکت والا اور عظمت وفضیلت والا تو ہوسکتا ہے جیسے ماہِ رمضان، ربیع الاول، جمعۃ المبارک وغیرہ مگر کوئی مہینہ یا دن منحوس نہیں ہوسکتا۔ تفسیر رُوح البیان میں ہے: صفر وغیرہ کسی مہینے یا مخصوص وَقْت کو منحوس سمجھنا دُرُست نہیں، تمام اوقات **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے بنائے ہوئے ہیں اور ان میں انسانوں کے اعمال واقع ہوتے ہیں۔ جس وَقْت میں بندۂ مومن **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت وبندگی میں مشغول ہو وہ وَقْت مبارک ہے اور جس وَقْت میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کرے وہ وَقْت اس کے لئے منحوس ہے۔ درحقیقت اصل نُحوست تو گناہوں میں ہے۔ (تفسیر روح البیان،۳/ ٤۲۸)

ماہِ صفر بھی دیگر مہینوں کی طرح ایک مہینہ ہے جس طرح دوسرے مہینوں میں

ربّ عَزَّوَجَلَّ کے فضل وکرم کی بارشیں ہوتی ہیں اس میں بھی ہوسکتی ہیں، اسے تو صَفَرُ الْمُظَفَّر کہا جاتا ہے یعنی کامیابی کا مہینہ، یہ کیونکر منحوس ہوسکتا ہے؟ اب اگر کوئی شخص اس مہینہ میں احکامِ شرع کا پابند رہا، نیکیاں کرتا اور گناہوں سے بچتا رہا تو یہ مہینہ یقیناً اس کے لئے مبارک ہے اور اگر کسی بدکردار نے یہ مہینہ بھی گناہوں میں گزارا، جائز ناجائز اور حرام حلال کا خیال نہ رکھا تو اس کی بربادی کے لئے گناہوں کی نُحوست ہی کافی ہے۔ اب ماہِ صفر ہو یا کسی بھی مہینے کا سیکنڈ، منٹ یا گھنٹہ! اگر اُسے کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو یہ اس کی شامتِ اعمال کا نتیجہ ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب !　　　صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(۲) صفرالمظفر کا آخری بدھ منانا

صَدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ القوی لکھتے ہیں: ماہ صفر کا آخر چہار شنبہ (بُدھ) ہندوستان میں بہت منایا جاتا ہے، لوگ اپنے کاروبار بند کردیتے ہیں، سیر وتفریح وشکار کو جاتے ہیں، پُوریاں پکتی ہیں اور نہاتے دھوتے خوشیاں مناتے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ حضورِ اقدس صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے اس روز غسلِ صحت فرمایا تھا اور بیرونِ مدینہ طیبہ سیر کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ یہ سب باتیں بے اصل ہیں بلکہ ان دنوں میں حضورِ اکرم صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کا مرض شدت کے ساتھ تھا، وہ باتیں خلافِ واقع ہیں۔ اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس روز بلائیں آتی ہیں اور طرح طرح کی باتیں بیان کی

جاتی ہیں سب بے ثبوت ہیں۔(بہارِ شریعت،۳/۶۵۹)

صفر کے مہینے میں پیش آنے والے چند تاریخی واقعات

۞ صفر المظفر پہلی ہجری میں حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم اورخاتونِ جنت حضرتِ سیِّدَتُنا فاطمہ زہرہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی شادی خانہ آبادی ہوئی۔(الکامل فی التاریخ،۲/۱۲) ۞ صفر المظفر سات ہجری میں مسلمانوں کو فتحِ خیبر نصیب ہوئی۔(البدایۃ والنہایۃ،۳/۳۹۲) ۞ سیفُ اللّٰہ حضرتِ سیِّدُنا خالد بن ولید، حضرتِ سیِّدُنا عمرو بن عاص اور حضرتِ سیِّدُنا عثمان بن طلحہ عبدری رضی اللّٰہ تعالٰی عنہم نے صفر المظفر آٹھ ہجری میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ (الکامل فی التاریخ،۲/۱۰۹) ۞ مدائن (جس میں کسریٰ کا محل تھا) کی فتح صفر المظفر سولہ ہجری ہی کے مہینے میں ہوئی۔(الکامل فی التاریخ، ۲/۳۵۷)

کیا اب بھی آپ صفر کو منحوس جانیں گے؟ یقیناً نہیں

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(۳) چھینک سے بَدشگونی لینا

بعض لوگ چھینک کو بَدشگونی سمجھتے ہیں اگر کسی کام کے لئے جاتے وَقت خود کو یا کسی اور کو چھینک آ گئی تو لوگ یہ بَد فالی لیتے ہیں کہ یہ کام نہیں ہوگا، یہ بہت بڑی جہالت اور بے عقلی کی دلیل ہے۔ **اعلیٰ حضرت**، مجدِّدِ دین وملت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن نے فرمایا: چھینک اچھی چیز ہے، اسے بَدشگونی جاننا

مشرکینِ ہند کا ناپاک عقیدہ ہے۔ حدیث[1] میں تو یہ اِرشاد فرمایا: لَعَطْسَةٌ وَاحِدَةٌ عِنْدَ حَدِيْثٍ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ شَاهِدٍ عَدْلٍ بات کے وَقْت چھینک عادل گواہ[2] ہے۔[3] یعنی جو کچھ بیان کیا جاتا ہو جس کا صِدْق و کِذْب (یعنی سچا اور جھوٹا ہونا) معلوم نہیں اور اس وَقْت کسی کو چھینک آئے تو وہ اس بات کے صدق (یعنی سچا ہونے) پر دلیل ہے۔[4] اور یہ بھی آیا ہے کہ دُعا کے وَقْت چھینک آنا دلیلِ قبول ہے۔[5] غرض چھینک محبوب چیز ہے مگر وہ کہ نماز میں آئے حدیث میں اسے شیطان کی طرف سے شمار فرمایا ہے۔[6]

(ملفوظات، ص۳۱۹، ۳۲۲)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(٤) شوال میں شادی نہ کرنا

شریعت نے کسی مہینے یا موسم میں نکاح کرنے سے منع نہیں کیا لیکن کچھ نادان مخصوص مہینوں یا دنوں میں شادی کرنے کو منحوس سمجھتے ہیں، ان کو یہ وہم ہوتا ہے

[1]: یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کا قول ہے [2]: علامہ عبدالمصطفٰے اعظمی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ القوی لکھتے ہیں: اب غور کرو کہ جب چھینک کو رسولُ اللّٰہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ''شاہدِ عدل (یعنی عادل گواہ)'' کا لقب دیا تو پھر بھلا چھینک منحوس اور بدشگونی کا سامان کیسے بن سکتی ہے؟ اس لئے لوگوں کو اس عقیدہ سے توبہ کرنی چاہیے کہ چھینک منحوس اور بَدفالی کی چیز ہے۔ خداوندِ کریم مسلمانوں کو اتباعِ سنت اور پابندیِ شریعت کی توفیق بخشے آمین۔ (جنتی زیور، ٤٣١)

[3]: نوادر الاصول، ٢/٧٧٤، حديث: ١٠٦٤ [4]: كنز العمال، ٩/٦٩، حديث: ٢٥٥٣٣ [5]: المعجم الكبير، ٢٢/٣٣٦، حديث: ٨٤٣

[6]: ترمذی، کتاب الادب، باب ما جاء ان العطاس......الخ، ٤/٣٤٤، حديث: ٢٧٥٧

ان دنوں میں جو شادیاں ہوتی ہیں ان سے میاں بیوی کے تعلقات اچھے نہیں بنتے اور ان میں وہ اُلفت ومحبت پیدا نہیں ہو پاتی جو خوشگوار گھریلو زندگی کے لئے ضَروری ہے۔ بعض علاقوں میں شوال المکرّم کو بھی انہی مہینوں میں سے شمار کیا جاتا ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں بھی لوگ شوال کے مہینے میں شادی بیاہ کو منحوس فعل سمجھتے تھے۔ اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ کسی زمانے میں شوال کے مہینے میں طاعون واقع ہوا جس میں بہت سی دلہنیں ہلاک ہوگئیں، اس کے سبب لوگ شوال میں شادی کو منحوس سمجھنے لگے جبکہ شریعت مطہرہ نے اس تصوُّر کو غَلَط قرار دیا ہے۔ ام المومنین حضرتِ سَیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں: سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے شوال کے مہینے میں مجھ سے نکاح فرمایا اور اسی مہینے میں میری رخصتی ہوئی اور آپ کے نزدیک مجھ سے زیادہ کسی بیوی کا مرتبہ نہیں تھا۔ (تفسیر روح البیان، ٣/٤٢٨)

مخصوص تاریخوں میں شادی نہ کرنے کے بارے میں سُوال جواب

میرے آقا اعلٰی حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدِّدِ دین وملّت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن سے **سُوال** ہوا: اکثر لوگ 3، 13 یا 23، 8، 18، 28 وغیرہ تواریخ اور پنجشنبہ ویکشنبہ وچہارشنبہ (یعنی جمعرات، اتوار اور بدھ) وغیرہ ایام کو شادی وغیرہ نہیں کرتے۔ اِعتقاد یہ ہے کہ سَخْت نقصان پہنچے گا ان کا کیا حکم (ہے)؟ اعلٰی حضرت رحمۃُ اللہ تعالٰی علیہ نے **جواب** دیا: یہ سب باطِل وبے اصل ہے۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ (فتاوٰی رضویہ، ٢٣/٢٧٢)

(۵) ستاروں کے اچھے بُرے اثرات پر یقین رکھنا کیسا؟

خود کو پڑھا لکھا سمجھنے والوں کی بہت بڑی تعداد ستاروں کے اثرات کی اس قدر قائل ہوتی ہے کہ شادی اور کاروبار جیسے اہم فیصلے بھی ستاروں کی نَقْل و حرکت کے مطابق کرتی ہے، ایسے لوگ ستارہ شناسی کا دعویٰ کرنے والوں کا آسان شکار ہوتے ہیں جو ان کو بے وقوف بنا کر بڑی بڑی رقمیں بٹورتے رہتے ہیں۔ بارہا ایسا ہوتا ہے کہ لڑکا لڑکی کا رشتہ طے ہو چکا ہوتا ہے، ضَروری چھان بین بھی ہو چکی ہوتی ہے لیکن ایک فریق یہ کہہ کر رشتے سے انکار کر دیتا ہے کہ ہم نے پتا کروایا ہے کہ لڑکے اور لڑکی کا ستارہ آپس میں نہیں ملتا لہٰذا یہ شادی نہیں ہوسکتی۔ **میرے آقا اعلیٰ حضرت**، امامِ اہلسنّت، مجدِّدِ دین وملّت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن سے سُوال کیا گیا کہ کواکبِ **فلکی** (یعنی آسمانی ستاروں) کے اثراتِ سعد و نَحْس (یعنی اچھے اور منحوس اثرات) پر عقیدت (یعنی بھروسا) رکھنا کیسا ہے؟ **اعلیٰ حضرت** رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے جواب دیا: مسلمان مُطِیع (یعنی اطاعت گزار مسلمان) پر کوئی چیز نَحْس (یعنی منحوس) نہیں اور کافروں کے لئے کچھ سَعد (یعنی اچھا) نہیں، اور مسلمان عاصی (یعنی نافرمانی کرنے والے مسلمان) کے لئے اس کا اسلام سَعد (یعنی نیک بختی) ہے۔ طاعت (یعنی عبادت) بشرطِ قبول سعد (یعنی نیک بختی) ہے۔ مَعْصِیت (یعنی گناہ گاری) بجائے خود نَحْس (یعنی منحوس) ہے اگر رحمت و شفاعت اس کی نُحوست سے بچالیں بلکہ نُحوست کو سعادت کردیں، **فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ** ؕ (پ۱۹، الفرقان: ۷۰) (ترجمۂ

کنزالایمان: تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا۔) بلکہ کبھی گناہ یوں سعادت ہوجاتا ہے کہ بندہ اس پر خائف وترساں وتائب وکوشاں رہتا ہے، وہ دُھل گیا اور بہت سی حَسَنات (یعنی نیکیاں) مل گئیں، باقی کواکب میں کوئی سعادت ونُحوست نہیں اگر ان کو خود مؤثّر (یعنی اثر کرنے والا) جانے شرک ہے اور ان سے مدد مانگے تو حرام ہے، ورنہ ان کی رعایت ضَرور خلافِ توکُّل ہے۔ (فتاویٰ رضویہ،۲۱/۲۲۳)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

کچھ مؤمن رہے کچھ کافر ہوگئے

حضرتِ سیِّدُنا زید بن خالد جُہنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بیان کرتے ہیں: رسولُ اللّٰہ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہمیں حُدیبیہ کے مقام پر بارش کے بعد صبح کی نماز پڑھائی، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی جانب رُخِ انور کیا اور اِرشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو تمہارے رب عَزَّوَجَلَّ نے کیا فرمایا؟ لوگوں نے عرض کی: اللّٰہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ اِرشاد فرمایا: اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا ہے کہ میرے بندوں نے صبح کی تو کچھ مومن ہوئے اور کچھ کافر، جس نے کہا: ہم پر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی تو وہ مجھ پر ایمان رکھنے والا ہے اور ستاروں کا انکار کرنے والا ہے اور جن لوگوں نے کہا: ہم پر فلاں فلاں ستارے کے سبب بارش ہوئی، کَافِرٌ بِیْ مُؤْمِنٌ بِالْکَوَاکِبِ یعنی وہ میرے منکر اور ستاروں کے ماننے والے ہوئے۔

(بخاری، کتاب الاذان، باب یستقبل الامام الناس اذا سلم ١ / ٢٩٥، حدیث: ٨٤٦)

شارحِ بُخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ القوی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: اگر یہ اِعتقاد ہو کہ ستارے ہی بارش برساتے ہیں تو یہ اِعتقاد کُفر ہے اور اگر یہ اِعتقاد ہو کہ بارش بِاِذنِ اِلٰھی (یعنی اللّٰہ تعالیٰ کی اِجازت سے) برستی ہے مختلف ستاروں کا طلوع وغروب اس کی علامت ہے تو اس میں کوئی حَرَج نہیں۔اس لئے یہ کہنا کہ فلاں نَچھتَّر کی وجہ سے بارش ہوئی ممنوع ہے اور یہ کہنا کہ فلاں نَچھتَّر (ستاروں کی منزل) میں بارش ہوئی جائز ہے۔(کَافِرٌ بِیْ مُؤْمِنٌ بِالْکَوَاکِب کی تشریح میں مفتی صاحب لکھتے ہیں:) یہاں کُفر اور ایمان کے لُغوی معنی مراد ہیں یعنی میرا مُنکِر (یعنی انکار کرنے والا) اور نَچھتَّر (یعنی ستاروں کی منزلوں) کا ماننے والا ہے۔

(نزھۃ القاری ٢/٤٩٥،٤٩٦)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

جس ستارے کو جہاں چاہے پہنچادے

ایک دن مولانا محمد حسین میرٹھی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ القوی کے والد صاحب (جو علمِ نجوم میں بڑی مہارت رکھتے تھے) اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدِّدِ دین وملّت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کے پاس آئے تو آپ رحمۃُ اللّٰہ تعالیٰ علیہ نے اُن سے دریافت فرمایا: فرمایئے! بارش کا کیا اندازہ ہے کب تک ہوگی؟ انہوں نے ستاروں کی وضع سے زائچہ بنایا اور بتایا: اِس مہینہ میں پانی نہیں ہے آئندہ ماہ میں ہوگا۔ یہ کہہ کر وہ زائچہ اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللّٰہ تعالیٰ علیہ کی طرف بڑھا دیا۔اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللّٰہ

تعالٰی علیہ نے دیکھ کرفرمایا: اللہ تعالٰی کوسب قدرت ہے چاہےتو آج بارش ہو۔اُنہوں نے کہا: یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ آپ ستاروں کی وَضع کونہیں دیکھتے۔اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ نےفرمایا: میں سب دیکھ رہاہوں اوراس کے ساتھ ساتھ ستاروں کے واضع (بنانے والے)اوراُس کی قدرت کوبھی دیکھ رہا ہوں۔ پھراس مشکل مسئلے کواعلیٰ حضرت رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ نے آسان طریقے پرسمجھا دیا۔وہ اس طرح کہ سامنے گھڑی لگی ہوئی تھی،اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ نے اُن سے پوچھا: وَقْت کیا ہوا ہے؟ بولے: سوا گیارہ بجے ہیں۔اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: بارہ بجنے میں کتنی دیر ہے؟ شاہ صاحب بولے: ''ٹھیک پون گھنٹہ (یعنی 45 منٹ)۔''اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ اُٹھے اور بڑی سوئی کو گھما دیا فوراً ٹن ٹن بارہ بجنے لگے۔اب اعلیٰ حضرت نے فرمایا: آپ نے تو کہا تھا ٹھیک پون گھنٹہ ہے بارہ بجنے میں۔شاہ صاحب بولے: آپ نے اسکی سوئی کھسکا دی ورنہ اپنی رفتار سے پون گھنٹے ہی کے بعد بارہ بجتے۔اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: اِسی طرح اللہ ربُّ العزت قادرِ مُطْلَق ہے کہ جس ستارے کوجس وَقْت جہاں چاہے پہنچادے، وہ چاہےتو ایک مہینہ کیا،ایک ہفتہ کیا،ایک دن کیا، ابھی بارش ہونے لگے۔اتنا زبان مبارک سے نکلنا تھا کہ چاروں طرف سے گھنگھور (گہری) گھٹا آگئی اور پانی برسنے لگا۔ (تجلیاتِ امام احمد رضا،ص ۱۱٦)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

نجومیوں کے ڈھکوسلے

صَدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ القوی فرماتے ہیں: قمر دَر عَقْرَب یعنی چاند جب بُرجِ عقرب[1] میں ہوتا ہے تو سفر کرنے کو بُرا جانتے ہیں اور نُجُومی اسے منحوس بتاتے ہیں اور جب برجِ اسد میں ہوتا ہے تو کپڑے قَطع کرانے (یعنی کٹوانے) اور سلوانے کو بُرا جانتے ہیں۔ ایسی باتوں کو ہرگز نہ مانا جائے، یہ باتیں خلافِ شرع اور نُجومیوں کے ڈھکوسلے ہیں۔ نجوم کی اس قسم کی باتیں جن میں ستاروں کی تاثیرات بتائی جاتی ہیں کہ فلاں ستارہ طلوع کرے گا تو فلاں بات ہوگی، یہ بھی خلافِ شَرع ہے۔ اس طرح نَچھَتَّروں کا حساب کہ فلاں نَچھَتَّر (یعنی ستاروں کی منزل) سے بارش ہوگی یہ بھی غَلَط ہے حدیث میں اس پر سختی سے انکار فرمایا۔ (بہارِ شریعت، ۳/ ۶۵۹)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

---

[1]: صدرُ الافاضِل حضرتِ علّامہ مولانا سیِّد محمد نعیم الدّین مُراد آبادی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ الھادی تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا ترجمہ کنز الایمان: بڑی بَرَکت والا ہے وہ جس نے آسمان میں برج بنائے۔ (پ ۱۹، الفرقان، آیت: ۶۱) کے تحت تفسیر خزائن العرفان صفحہ 678 پر لکھتے ہیں: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ بروج سے کواکبِ سبعہ سیّارہ کے منازل مراد ہیں جن کی تعداد بارہ ہے (۱) حَمَل (۲) ثَور (۳) جَوزا (۴) سَرطان (۵) اَسَد (۶) سُنبُلہ (۷) میزان (۸) عَقرب (۹) قَوس (۱۰) جَدی (۱۱) دَلو (۱۲) حُوت۔

بدشگونی کی تردید

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 590 صفحات پر مشتمل کتاب ''حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز کی 425 حکایات'' کے صفحہ 90 پر ہے: امیرُ الْمُؤْمِنِین حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز عَلَیْہِ رحمۃُ اللّٰہِ الْعَزِیز کے غلام مُزاحم کا بیان ہے: جب ہم مدینۂ طیِّبہ زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّ تَعظِیْماً وَّ تَکْرِیماً سے نکلے تو میں نے دیکھا کہ چاند ''دَبَران'' میں ہے، میں نے ان سے یہ کہنا تو مناسب نہ سمجھا بلکہ یہ کہا: ذرا چاند کی طرف نظر فرمائیے، کتنا خوبصورت لگتا ہے! آپ رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ نے دیکھا تو چاند دَبَران[1] میں تھا، فرمایا شاید تم مجھے یہ بتانا چاہتے ہو کہ چاند دَبَران میں ہے، مُزاحم! ہم چاند سورج کے ساتھ نہیں، بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ واحد وقہّار کے حُکْم و مَشِیَّت کے ساتھ نکلتے ہیں۔ (سیرت ابن عبدالحکم، ص ۲۷)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔ امین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسلَّم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(۶) نُجومی کو ہاتھ دکھانا

بہت سے لوگ کاہنوں، نُجومیوں، پروفیسروں اور رَمل و جَفَر کے جھوٹے

مدینہ

۱: دَبَران چاند کی ایک منزل کا نام ہے، اس وَقْت چاند ثُریا اور جوزا کے درمیان ہوتا ہے۔ عرب میں نُجومیوں کا یہ وہم رائج تھا کہ یہ ساعت منحوس ہوتی ہے، مزاحم کا اشارہ غالبًا اسی طرف تھا۔

دعویداروں کے ہاں جا کر قسمت کا حال معلوم کرتے ہیں، اپنا ہاتھ دکھاتے ہیں، فالنامے نکلواتے ہیں، پھر اس کے مطابق آیندہ زندگی کا لائحہ عمل بناتے ہیں۔اس طرزِ عمل میں نقصان ہی نقصان ہے چنانچہ امامِ اہلسنّت مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرّحمٰن فرماتے ہیں: کاہنوں اور جوتشیوں سے ہاتھ دکھا کر تقدیر کا بھلا بُرا دریافت کرنا اگر بطورِ اِعتقاد ہو یعنی جو یہ بتائیں حق ہے تو کفرِ خالص ہے، اسی کو حدیث میں فرمایا: فَقَدْ کَفَرَ بِمَانُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّد یعنی اس نے محمد صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم پر نازل ہونے والی شے کا انکار کیا[1] اور اگر بطورِ اِعتِقاد وتیقّن (یعنی یقین رکھنے کے) نہ ہو مگر مَیل ورَغبت کے ساتھ ہو تو گناہِ کبیرہ ہے، اسی کو حدیث میں فرمایا: لَمْ یَقْبَلِ اللّٰہُ لَہٗ صَلٰوۃَ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا اَللہ تعالٰی چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہ فرمائیگا، اور اگر بطور ہزل واِستہزاء (یعنی ہنسی مذاق کے طور پر) ہو تو عَبَث (یعنی بے کار) ومکروہ وحماقت ہے، ہاں! اگر بقصدِ تَعْجِیْز (یعنی اسے عاجز کرنے کے لئے) ہو تو حَرَج نہیں۔

(فتاوٰی رضویہ، ۲۱/۱۵۵)

کاہنوں کی بعض باتیں دُرُست ہونے کی وجہ

حضرتِ سیّدَتُنا عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا بیان کرتی ہیں کہ کچھ لوگوں نے رسولِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم سے کاہنوں (یعنی ان کی باتیں قابل اِعتماد ہونے یا نہ ہونے) کے بارے میں پوچھا تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے

[1] :ترمذی،کتاب الطھارۃ،باب ما جاء فی کراھیۃ اتیان الحائض، ۱۸۵/۱،الحدیث:۱۳۵

اِرشادفرمایا:ان کی باتوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔لوگوں نے عرض کی :یارسولَ اللّٰہ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم !جوخبر وہ دیتے ہیں بعض اوقات وہ سچ نکلتی ہیں ۔اِرشاد فرمایا:وہ کلمہ جن سے سنا ہوا ہوتا ہے جسے جِنّی اُچک لیتی ہے اور اپنے دوست (کاہن) کے کان میں اس طرح ڈال دیتی ہے جس طرح ایک مرغی دوسری مرغیوں کے کان میں آواز پہنچاتی ہے، پھر کاہن اس کلمہ میں سو سے زیادہ جھوٹی باتیں مِلا دیتے ہیں۔

(مسلم،کتاب السلام،باب تحریم الکھانۃ و اتیان الکھان، ص۱۲۲۴، حدیث:۲۲۲۸)

نُجومی کے پاس جانے والوں کے لئے سبق آموز حکایت

علمِ نجوم سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کا بیان ہے کہ ایک روز میرے پاس دومیاں بیوی آئے۔دونوں میں جھگڑا چل رہا تھا۔میں نے دونوں کا ہاتھ دیکھا تو علمِ نجوم کے مطابق طلاق کی لکیر واضح اور یقینی تھی۔میں نے ان سے کہا کہ آپ دونوں جو مرضی آئے کرگزریں،آپ دونوں میں طلاق نہیں ہوسکتی۔دوسال بعد جب ان سے ملاقات ہوئی تو وہ بڑی خوش وخرم زندگی گزار رہے تھے۔ پوچھا تو کہنے لگے:جب آپ نے ہمیں بتایا کہ طلاق کسی صورت نہیں ہوسکتی تو ہم نے سوچا کہ جب طلاق نہیں ہونی تو کیوں نہ مل جل کر زندگی گزاری جائے، اس دن کے بعد سے ہماری گھریلو زندگی خوشیوں سے بھرگئی۔

سرجری کے ذریعے ہاتھوں کی لکیریں بدلنے والے نادان

اس جدید دَور میں بھی بہت سے لوگ ہاتھوں کی لکیروں پر اندھا اعتقاد

رکھتے ہیں۔ایسا ہی ایک حیرت انگیز مظاہرہ جاپان میں دیکھنے میں آیا جہاں لوگوں کو ہاتھوں کی لکیروں پر اتنا یقین ہے کہ انہوں نے اپنی قسمت کی لکیروں کو بدلنے کے لئے ہتھیلیوں کی سرجری کرانا شروع کروادی ہے۔دلچسپ بات یہ ہے کہ مرد تو اس سرجری کے ذریعے اپنے ہاتھوں پر لمبی دولت کی لائنیں بنواتے ہیں جبکہ خواتین کی خواہش شادی کی بڑی لکیر ہوتی ہے۔(جنگ نیوز، آن لائن، 17 جولائی 2013)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(۷) گھر میں پپیتہ کا دَرَخْت لگانے کو منحوس سمجھنا

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدِّدِ دین وملّت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن سے ''کاٹھیاواڑ'' کے علاقے سے کچھ اس طرح کا **سُوال** ہوا کہ یہاں عام طور پر تمام شہر متفق ہے کہ دَرَخْت پپیتہ جس کو اَرَنْڈ خَرْپُزَہ کہتے ہیں، مکان مَسکونہ (یعنی رہائشی مکان) میں لگانا منحوس ہے اور منع ہے چونکہ یہاں یہ بکثرت اور نہایت لذیذ ہیں لہٰذا اِلتماس ہے کہ اس بارے میں احکامِ شرعی سے خبردار کیجئے؟ **امامِ اہلسنّت**، اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ نے **جواب** دیا: شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں، شرع نے نہ اسے منحوس ٹھہرایا نہ مبارک، ہاں جسے عام لوگ نَحْس سمجھ رہے ہیں اس سے بچنا مناسب ہے کہ اگر حسبِ تقدیر اسے کوئی آفت پہنچے ان کا باطِل عقیدہ اور مستحکم ہوگا کہ دیکھو یہ کام کیا تھا اس کا یہ نتیجہ ہوا اور ممکن کہ شیطان اس کے دل میں بھی وَسوسہ ڈالے۔(فتاویٰ رضویہ،۲۳/۲۶۶)

(۸) لڑکیوں کی مسلسل پیدائش کو منحوس سمجھنا

بیٹا پیدا ہو یا **بیٹی**، انسان کو **اللہ** تعالیٰ کا شکر بجالانا چاہیے کہ بیٹا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نعمت اور بیٹی رحمت ہے اور دونوں ہی ماں باپ کے پیار اور شفقت کے مستحق ہیں۔عموماً دیکھا گیا ہے کہ عزیز واَقْرِبا کی طرف سے جس خوشی کا اِظہار لڑکے کی ولادت پر ہوتا ہے، محلے بھر میں **مٹھائیاں** بانٹی جاتی ہیں، مبارک سلامت کا شور مچ جاتا ہے لڑکی کی ولادت پر اس کا دسواں حصہ بھی نہیں ہوتا۔ **دنیاوی** طور پر لڑکیوں سے والدین اور خاندان کو بظاہر کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا بلکہ ان کی شادی کے کثیر اَخراجات کا بار باپ کے کندھوں پر آن پڑتا ہے شاید اسی لئے بعض نادان بیٹیوں کی ولادت ہونے پر ناک چڑھاتے (یعنی ناپسندیدگی کا اظہار کرتے) ہیں اور بچی کی امی کو طرح طرح کے طعنے دیئے جاتے ہیں، طلاق کی دھمکیاں دی جاتی ہیں بلکہ اوپر تلے بیٹیاں ہونے کی صورت میں اس دھمکی کو عملی تعبیر بھی دے دی جاتی ہے۔اس پر یہ ظُلم بھی ہوتا ہے کہ بیٹیوں کو ہی منحوس قرار دے دیا جاتا ہے، اس وہم کی بھی شَرْعاً کوئی حیثیت نہیں، اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، مجدِّدِ دین وملّت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن سے **سُوال** ہوا: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے تیسری لڑکی ہوئی، اس دن سے زید نہایت پریشان ہے۔اکثر لوگ کہتے ہیں کہ تیسری لڑکی اچھی نہیں ہوتی تیسرا لڑکا نصیب ور اور اچھا ہوتا ہے۔زید نے ایک صاحب سے دریافت کیا انہوں نے فرمایا یہ سب باتیں اہلِ ہنود اور عورتوں کی بنائی

ہوئی ہیں اگر تم کو وہم ہو صدقات کر دو، ایک گائے یا سات بکریاں قربانی کر دو اور توشہ

شاہنشاہِ بغداد رضی اللہ تعالٰی عنہ کر دو، حق تعالٰی بتصدُّقِ سرکار غوثیت رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ

ہر طرح کی بلا و نُحوست سے محفوظ رکھے گا۔ **امامِ اہلسنّت**، اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی

علیہ نے **جواب** دیا: یہ محض باطِل اور زنانے اَوہام اور ہندوانہ خیالاتِ شیطانیہ ہیں

ان کی پیروی حرام ہے۔ تصدُّق اور توشۂ سرکارِ اَبد قرار رضی اللہ تعالٰی عنہ بہت اچھی چیز

ہے مگر اس نیت سے کہ اس کی نُحوست دَفع ہو جائز نہیں کہ اس میں اس کی نُحوست مان

لینا ہوا اور یہ شیطان کا ڈالا ہوا وہم تسلیم کر لینا ہوا، وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی۔ (اعلیٰ حضرت

رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ کچھ سطور کے بعد لکھتے ہیں:) یہ توشہ کہ انہوں نے بتایا ہے نہایت

مفید چیز ہے اور حاجتیں بَر لانے (یعنی پوری کرنے) کے لئے مُجَرَّب (یعنی تجربہ شُدہ)۔

(فتاوٰی رضویہ، ۲۹/۶۴۴ و ۶۴٦ ملخصًا)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

بیٹیوں کی پرورش کے فضائل

بیٹیوں کی پیدائش پر دل چھوٹا کرنے والے اسلامی بھائیوں کو چاہئے کہ درج ذیل **فرامینِ مصطفٰے** کو بار بار پڑھیں جن میں بیٹی کی پرورش پر مختلف بشارتوں سے نوازا گیا ہے۔ چنانچہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا:

(۱) ''جب کسی کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے گھر فرشتوں کو بھیجتا ہے جو آ کر کہتے ہیں: ''اے گھر والو! تم پر سلامتی ہو۔'' پھر فرشتے اس بچی کو اپنے پروں کے سائے میں لے لیتے ہیں اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ ایک ناتواں و کمزور جان ہے جو ایک ناتواں سے پیدا ہوئی ہے، جو شخص اس ناتواں جان کی پرورش کی ذمہ داری لے گا تو قیامت تک مددِ خدا (عَزَّوَجَلَّ) اس کے شاملِ حال رہے گی۔''

(مجمع الزوائد،کتاب البر والصلة،باب ماجاء فی الاولاد،۸/۲۸۵،حدیث۱۳۴۸۴)

(۲) ''بیٹیوں کو بُرا مت کہو، میں بھی بیٹیوں والا ہوں۔ بے شک بیٹیاں تو بہت محبت کرنے والیاں، غمگسار اور بہت زیادہ مہربان ہوتی ہیں۔''

(مسند الفردوس للدیلمی،۲/۴۱۵،حدیث۷۵۵۶)

(۳) ''جس کے ہاں بیٹی پیدا ہو اور وہ اسے اِیذاء نہ دے اور نہ ہی بُرا جانے اور نہ بیٹے کو بیٹی پر فضیلت دے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس شخص کو جنت میں داخل فرمائے گا۔'' (المستدرك للحاكم،كتاب البر والصلة ،۵/۲۴۸،حدیث۷۴۲۸)

(۴) ''جس کی تین بیٹیاں ہوں ، وہ ان کا خیال رکھے، ان کو اچھی رہائش دے، ان کی کفالت کرے تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔'' عرض کی گئی: ''اور دو ہوں تو؟'' فرمایا: ''اور دو ہوں تب بھی۔'' عرض کی گئی: ''اگر ایک ہو تو؟'' فرمایا: ''اگر ایک ہو تو بھی۔'' (المعجم الاوسط ،۴/۳۴۷،حدیث ۶۱۹۹)

(۵) ''جس شخص پر بیٹیوں کی پرورش کا بار پڑ جائے اور وہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرے تو یہ بیٹیاں اس کے لئے جہنَّم سے روک بن جائیں گی۔''

(مسلم،کتاب البر والصلة ،باب فضل الاحسان الی البنات ،ص١٤١٤،حدیث٢٦٢٩)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

مدنی آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بیٹیوں پر شفقت

(۱) حضرت سیدتنا فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا جب اپنے والدِ بزرگوار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتیں تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کھڑے ہو جاتے، ان کی طرف متوجہ ہو جاتے، پھر ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیتے، اسے بوسہ دیتے پھر ان کو اپنے بیٹھنے کی جگہ پر بٹھاتے۔ اسی طرح جب آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو دیکھ کر کھڑی ہو جاتیں، آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیتیں پھر اس کو چُومتیں اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔'' (ابو داؤد، کتاب الادب ،باب ماجاء فی القیام،٤/٤٥٤،حدیث ٥٢١٧)

(۲) حضرتِ سَیِّدَتُنا زینب رضی اللہ تعالٰی عنہا رسول اکرم، نورِ مجسم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سب سے بڑی شہزادی ہیں جو اعلانِ نبوت سے دس سال قبل مکّۂ مکرَّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعظِیْمًا میں پیدا ہوئیں۔ جنگِ بدر کے بعد حضور پُرنُور، شافعِ یوم النشور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کو مکہ سے مدینہ بلا لیا۔ جب یہ ہجرت کے

اِرادہ سے اونٹ پر سوار ہو کر مکہ سے باہر نکلیں تو کافروں نے ان کا راستہ روک لیا۔ایک ظالم نے نیزہ مار کر ان کو اونٹ سے زمین پر گرا دیا جس کی وجہ سے ان کا حمل ساقط ہو گیا۔ نبی کریم رءوف ورحیم صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اس واقعے سے بہت صدمہ ہوا چنانچہ آپ نے ان کے فضائل میں ارشاد فرمایا: **ھِيَ أَفْضَلُ بَنَاتِي أُصِيبَتْ فِيَّ** یعنی یہ میری بیٹیوں میں اس اعتبار سے فضیلت والی ہے کہ میری طرف ہجرت کرنے میں اتنی بڑی مصیبت اٹھائی۔ جب آٹھ ہجری میں حضرت زینب رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا کا انتقال ہو گیا تو نمازِ جنازہ پڑھا کر خود اپنے مبارک ہاتھوں سے قبر میں اتارا۔

(شرح العلامة الزرقاني ،باب في ذكر اولاده الكرام ،٤/٣١٨،ماخوذاً)

(٣) حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں کہ نجاشی بادشاہ نے **رسولِ اکرم**، **نُورِ مُجَسَّم** صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی **خدمت** میں کچھ زیورات بطورِ تحفہ بھیجے جن میں ایک حبشی نگینے والی انگوٹھی بھی تھی۔ نبی کریم صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس انگوٹھی کو چھڑی یا اَنگشتِ مبارکہ سے مَس کیا (یعنی چُھوا) اور اپنی نواسی اُمامہ کو بلایا جو شہزادیٔ رسول حضرتِ سَیِّدَتُنا زینب رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا کی بیٹی تھیں اور فرمایا: ''اے چھوٹی بچی! اسے تم پہن لو۔''

(ابو داوٗد،كتاب الخاتم،باب ماجاء في ذهب للنساء ،٤/١٢٥، حديث:٤٢٣٥)

(٤) حضرتِ سیِّدُنا ابوقتادہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہمارے پاس

تشریف لائے تو آپ (اپنی نواسی) امامہ بنت ابوالعاص رضی اللہ تعالٰی عنہا کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے۔ پھر آپ صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم نماز پڑھانے لگے تو رکوع میں جاتے وَقت انہیں اتار دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو انہیں اٹھا لیتے۔

(بخاری ،کتاب الادب،باب رحمة الولد ،٤/١٠٠، حدیث:٥٩٩٦)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب !   صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(۹) مکان میں نئے بچے کی ولادت کو منحوس جاننا

بعض لوگ رہنے کے پرانے مکان میں نئے بچے کی ولادت کو منحوس جانتے ہیں ،اسی طرح کا ایک سوال (فارسی زبان میں) اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت ،مجدِّدِ دین وملّت ،مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیہِ رَحمَۃُ الرَّحمٰن کی خدمت میں کیا گیا کہ ''علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس رسم کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ بنگال میں یہ رواج ہے کہ نومَولُود کی ولادت کے لئے اس کی ولادت سے قبل الگ کمرہ تعمیر کیا جاتا ہے اور پہلے سے تعمیر شدہ مکان جہاں وہ رہائش پذیر ہوتے ہیں اس میں نئے بچے کی ولادت منحوس خیال کی جاتی ہے۔ کیا ان کا یہ اقدام شَرْعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور حضرتِ سیِّدُ نا رسولُ اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایسے ہوتا تھا یا نہیں؟ (ت) امامِ اہلسنّت ،اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہ تعالٰی علیہ نے **جواب** دیا: یہ قبیح (یعنی بُری) رسم اس پاک زمانے میں بالکل نہ تھی بلکہ اس کے بعد بھی عرصہ دراز تک بلکہ اب تک عام اسلامی ممالک میں اس کا نام ونشان تک نہیں پایا جاتا، یہ ہندوانہ اور

مشرکانہ رسوم کے مشابہ بلکہ ان سے بھی بَدتر ہے کیونکہ ہندو بھی ایسانہیں کرتے اگر یہ عمل بَد فالی اور گمراہی کے خیال سے نہ ہوتب بھی بوجہِ اسراف مَعْیُوب ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے: وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۱۴۱﴾ (پ۸،انعام:۱۴۱) (ترجمۂ کنز الایمان: اور بے جانہ خرچو بے شک بے جا خرچنے والے اسے پسند نہیں۔) یہ اقدام متعدد وُجوہ کی بنا پر فائدے اور بھلائی سے خالی ہے اور تبذیر کے زُمرے میں آتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ '' اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ؕ (پ۱۵، بنی اسرائیل:۲۷) (ترجمۂ کنز الایمان: بیشک اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔) اس وہم کی بنیاد شیطانی ہے مزید یہ کہ اس میں بَد فالی وبَدشگونی والی گمراہی بھی شامل ہے۔ سیِّد عالَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اِرشاد فرمایا بُری فال نکالنا اور اس پر کار بند ہونا مشرکین کا طریقہ اور دستور ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ۲۳/ ۲۶۴ تا ۲۶۶ ملخصًا)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(۱۰) گرہن سے جُڑے ہوئے توہمات

سورج اور چاند گرہن کے بارے میں لوگ اِفراط وتفریط کا شکار نظر آتے ہیں۔کہیں تو سورج گرہن کا (مخصوص شیشوں کے ذریعے) نظارہ کرنے کے لئے پارٹیاں منعقد کی جاتی ہیں اور کہیں گرہن کے بارے میں مختلف تصورات وتوہُّمات پائے جاتے ہیں، مثلاً: ۞ گرہن اس وَقت لگتا ہے جب سورج کو بلائیں اور خوفناک جانور نگل لیتے ہیں، ایک ویب سائٹ سے لی گئی معلومات کے مطابق جب بھی چاند کو

گرہن لگتا تو قدیم چین کے لوگ اکٹھے مل کے پوری قوت سے شور مچاتے، ان کا عقیدہ تھا کہ چاند کو ایک بہت بڑا اژدھا کھا رہا ہے، ہمارا یہ شور چاند کو بچانے کی کامیاب کوشش ہے۔ چاند گرہن اپنے وَقْت پر خَتْم ہو جاتا لیکن یہ لوگ اپنی کامیابی سمجھ کر اس کا جشن مناتے اور اگلی دفعہ پہلے سے زیادہ شور مچایا کرتے۔ ۞ گرہن کے وَقْت حاملہ خواتین کو کمرے کے اندر رہنے اور سبزی وغیرہ نہ کاٹنے کی ہدایت کی جاتی ہے تاکہ ان کے بچے کسی پیدائشی نَقْص کے بغیر پیدا ہوں ۞ گرہن کے وَقْت حاملہ خواتین کو سلائی کڑھائی سے بھی منع کیا جاتا ہے کیونکہ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس سے بچے کے جسم پر غَلَط اثر پڑ سکتا ہے۔ ایک مغربی ملک میں رہنے والی دنیاوی تعلیم یافتہ خاتون سورج گرہن سے چند روز پہلے سَخْت پریشان تھی کیونکہ اس کے ہاں پہلے بچے کی وِلادت ہونے والی تھی اور اس سے مَحض چند روز پہلے سورج گرہن کے بچے پر ممکنہ اثرات کا خوف اسے تشویش میں مبتلا کیے ہوئے تھا۔ اس نے اپنی ڈاکٹر کو مَحض یہ پوچھنے کے لیے فون کیا کہ آیا بچے کو گرہن کے مضر اثرات سے بچانے کے لیے اس کی قبل از وَقْت ولادت ممکن ہے؟ ڈاکٹر نے اسے دلاسا دیتے ہوئے سمجھایا کہ اسے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور گرہن کے اثرات کی حقیقت توہمات سے زیادہ نہیں ہے۔ ۞ لوگوں کا ایک غَلَط خیال یہ بھی ہے کہ جب سورج یا چاند کو گرہن لگتا ہے تو حاملہ گائے، بھینس، بکری اور دیگر جانوروں کے گلے سے رسی یا زنجیر کھول دینی چاہیے تاکہ ان پر بُرا اثر نہ پڑے ۞ بعض علاقوں میں گرہن کے وَقْت ضعیفُ

الاِعتقاد اَفراد خود کو کمروں میں بند کر لیتے ہیں تا کہ بقول ان کے وہ گرہن کے وَقْت خارِج ہونے والی نقصان دہ لہروں سے بچ سکیں ❁ بعض معاشروں میں جس دن گرہن لگتا ہے اکثر لوگ کھانا پکانے سے گُریز کرتے ہیں کیونکہ ان کا خیال ہے کہ گرہن کے وَقْت خطرناک جراثیم پیدا ہوتے ہیں ❁ کئی مشرقی ملکوں میں عِلْمِ نجوم کے ماہرین سورج گرہن سے منسلک پیشن گویاں کرتے ہیں جن میں کسی تباہی یا نقصان کی نشان دہی کی جاتی ہے، مثلاً چوری، اغوا، قتل وغارت، خودکشیاں اور تشدد کے واقعات بالخصوص خواتین کی اموات میں اضافہ، لاقانونیت اور بے انصافی کے واقعات کثرت سے ہونے کی پیشن گوئی کی جاتی ہے۔ الغرض مشرق ومغرب، ترقی پذیر اور ترقی یافتہ دنیا میں ہر جگہ سورج اور چاند گرہن کے انسان پر مضر اثرات کے حوالے سے خدشات پائے جاتے ہیں۔

گرہن کسی کی موت اور زندگی کی وجہ سے نہیں لگتا

عرب معاشرے میں بھی سورج اور چاند گرہن کے متعلق عام خیال تھا کہ یہ کسی بڑے واقعہ مثلاً کسی کی وفات یا پیدائش پر وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ جب دنیا کے نقشے پر اسلام کی اِنقلابی دعوت اُبھری تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب، طبیبوں کے طبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان توہمات کو خَتْم کیا۔ جس دن آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالٰی عنہ انتقال کر گئے اسی دن سورج میں گہن لگا۔ بعض لوگوں نے خیال کیا کہ یہ حضرت

ابراہیم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے غم میں واقع ہوا ہے، چنانچہ حضورِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے لوگوں کو سورج گہن کی نماز پڑھنے کے بعد خطبہ دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا: سورج اور چاند اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، انہیں گرہن کسی کی موت اور زندگی کی وجہ سے نہیں لگتا۔ پس جب تم اسے دیکھو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کو پکارو، اس کی بڑائی بیان کرو، نماز پڑھو اور صدقہ دو۔ (بخاری، کتاب الکسوف، باب الصدقة فی الکسوف ۱/۳۵۷، ۳۶۳، حدیث: ۱۰۴۴، ۱۰۶۰، ملخصاً)

مَدَنی پھول: سورج گہن کی نماز سنت مؤکدہ ہے اور چاند گہن کی مستحب۔ سورج گہن کی نماز جماعت سے پڑھنی مُسْتَحَب ہے اور تنہا تنہا بھی ہوسکتی ہے اور جماعت سے پڑھی جائے تو خطبہ کے سوا تمام شرائط جمعہ اس کے لیے شرط ہیں، وہی شخص اس کی جماعت قائم کرسکتا ہے جو جمعہ کی کرسکتا ہے، وہ نہ ہو تو تنہا تنہا پڑھیں، گھر میں یا مسجد میں۔ (بہارشریعت، ۱/۷۸۷)

ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

جب سورج یا چاند کو گہن لگے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس نظارے سے محظوظ ہونے (ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ گرہن کے وَقت سورج کو براہ راست دیکھنے سے آنکھ کی بینائی بھی جاسکتی ہے) اور توہمات کا شکار ہونے کے بجائے بارگاہِ الٰہی میں حاضری دیں اور گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی معافی طَلَب کریں، اس یومِ قیامت کو یاد کریں جب سورج اور چاند بے نور ہوجائیں گے اور ستارے توڑ دیئے جائیں گے اور پہاڑ لپیٹ دیئے

جائیں گے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(۱۱)عورت گھر اور گھوڑے کو منحوس جاننا

بعض لوگ عورت ، گھر اور گھوڑے کو منحوس سمجھتے ہیں اور دلیل کے طور پر یہ حدیثِ پاک پیش کرتے ہیں کہ رسولِ نذیر، سِراجِ مُنیر ،محبوبِ ربِّ قدیر صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشادفرمایا:نُحوست عورت میں، گھر میں اور گھوڑے میں ہے۔

(بخاری،کتاب النکاح،باب ما یتقی من شئوم المراۃ ۳ / ۴۳۰، حدیث:۵۰۹۳)

اگراس حدیث پاک کی تشریح پڑھ اور سمجھ لی جائے تو امید ہے کہ ایسے لوگ اپنے مؤقف سے رجوع کرلیں گے، چنانچہ مُفَسِّرِشَہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنّان اِس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں: اس حدیث کے بہت معنی کئے گئے **ایک** یہ کہ اگر کسی چیز سے نُحوست ہوتی تو ان تین میں ہوتی، **دوسرے** یہ کہ عورت کی نُحوست یہ ہے کہ اولاد نہ جَنے اور خاوند کی نافرمان ہو، مکان کی نُحوست یہ ہے کہ تنگ ہو وہاں اذان کی آواز نہ آئے اور اس کے پڑوسی خراب ہوں، گھوڑے کی نُحوست یہ ہے کہ مالک کو سواری نہ دے، سَرکش ہو، بہرحال یہاں شُؤم سے مراد بَدفال (یعنی بَدشگونی) نہیں کہ اس کی وجہ سے رِزْق گھٹ جائے یا آدمی مر جائے کہ اسلام میں بَدفالی ممنوع ہے۔لہٰذا یہ حدیث لَاطِیَرَۃَ کی حدیث کے خلاف نہیں۔خیال رہے کہ بعض بندے اور بعض چیزیں مبارک تو ہوتی ہیں کہ ان سے

گھر میں مال میں عمر میں زیادتیاں ہوجاتی ہیں جیسے (حضرت)عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں: **وَّ جَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا** (ترجمہ کنزالایمان: اور اس نے مجھے مبارک کیا۔ (پ۱۶، مریم:۳۱)) مگر کوئی چیز اس کے مقابل معنی میں منحوس نہیں، ہاں! کافر، کفر، زمانۂ عذاب منحوس ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: **فِیْ یَوْمِ نَحْسٍ** (ترجمہ کنزالایمان: ایسے دن میں جس کی نُحوست (ان پر ہمیشہ کے لئے رہی)۔(پ۲۷، القمر:۱۹)) **(مراۃ المناجیح،۵/۶)**

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا موقف

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدِّدِ دین وملّت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن **فتاویٰ رضویہ** میں لکھتے ہیں: جب **اُمُّ المومنین** (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث پہنچی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا کہ عورت، گھر اور گھوڑے میں نُحوست ہے تو آپ بہت زیادہ غضبناک ہوئیں اور فرمایا: اس خدا بُزُرگ وبَرتَر کی قسم! جس نے **محمد کریم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مقدس قرآن نازِل فرمایا کہ حضور پاک (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم) نے اس طرح نہیں اِرشاد فرمایا بلکہ یوں اِرشاد فرمایا کہ دورِ جاہلیت والے ان چیزوں سے نُحوست اور بَدشگونی لیتے تھے۔ امام طحاوی وابن جریر نے بواسطہ قتادہ بواسطہ ابوحسان اسے روایت کیا ہے نیز حاکم اور بیہقی نے اسے روایت کیا ہے۔(ت)(شرح معانی الآثار للطحاوی، کتاب الکراھۃ، باب الاجتناب من ذی داء الطاعون، ۴/ ۱۳۴) (فتاوی رضویہ، ۲۴/ ۲۴۶)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

فتاویٰ رضویہ کا ایک سُوال جواب

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدِّدِ دین وملّت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن سے **سُوال** کیا گیا: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہ جو مشہور ہے کہ گھر اور گھوڑا اور عورت منحوس ہوتے ہیں اس کی کیا اصل ہے؟ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ نے **جواب** دیا: یہ سب محض باطِل ومردود خیالات ہندوؤں کے ہیں، شریعتِ مطہرہ میں ان کی کوئی اصل نہیں، شَرْعاً گھر کی نُحوست یہ ہے کہ تنگ ہو، ہمسائے بُرے ہوں، گھوڑے کی نُحوست یہ کہ شریر ہو، بدلگام، بدرکاب ہو، عورت کی نُحوست یہ کہ بدزبان ہو، بدرویہ ہو، باقی وہ خیال کہ عورت کے پہرے سے یہ ہوا، فلاں کے پہرے سے یہ، یہ سب باطِل اور کافروں کے خیال ہیں۔ واللّٰہ تعالٰی اَعْلَم۔ (فتاویٰ رضویہ، ۲۱/۲۲۰)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(۱۲) میت کو غسل دینے کے بعد گھڑا توڑ دینا

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدِّدِ دین وملّت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن سے **سُوال** کیا گیا کہ گھڑے، بدھنے (یعنی لوٹے) میّت کو غسل دینے کے بعد پھوڑ ڈالنا جائز ہے یا نہیں؟ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ نے **جواب** دیا: گناہ ہے کہ بلاوجہ تَضْیِیعِ مال (یعنی مال کو ضائع کرنا) ہے کہ اگر وہ ناپاک بھی ہو جائیں تاہم پاک کر لینا ممکن۔ حضور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

فرماتے ہیں: اِنَّ اللّٰہَ کَرِہَ لَکُمْ ثَلٰثًا اللہ تعالیٰ تین باتیں تمہارے لئے ناپسند رکھتا ہے: قِیْلَ وَقَالَ وَکَثْرَۃَ السُّؤَالِ وَاِضَاعَۃَ الْمَالِ فضول بک بک اور سُوال کی کثرت اور مال کی اِضاعت (یعنی مال کو ضائع کرنا)۔ رَوَاہُ الشَّیْخَانِ وَغَیْرُھُمَا (یعنی اسے بخاری ومسلم اور دیگر نے روایت کیا)

اور اگر یہ خیال کیا جائے کہ ان سے مُردے کو نہلایا ہے تو ان میں نُحوست آ گئی تو یہ خیال اَوہامِ کفارِ ہند (یعنی ہند کے غیر مسلموں کے وہموں) سے بہت ملتا ہے۔

وَاللّٰہُ تعالٰی اَعْلَم (فتاوٰی رضویہ، ۹/ ۹۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

نہ جانے کس منحوس کی شکل دیکھی تھی؟

بَدشگونی کی عادتِ بَد میں مبتلا شخص کو جب کسی کام میں نقصان ہوتا ہے یا کسی مقصد میں ناکامی ہوتی ہے تو وہ یہ جملہ کہتا ہے: آج صبح سویرے نہ جانے کس منحوس کی شکل دیکھی تھی؟ حالانکہ انسان صبح سویرے بستر پر آنکھ کھلنے کے بعد سب سے پہلے اپنے ہی گھر کے کسی فرد کی شکل دیکھتا ہے، تو کیا گھر کا کوئی آدمی اس قدر منحوس ہوسکتا ہے کہ صِرْف اس کی شکل دیکھ لینے سے سارا دن نُحوست میں گزرتا ہے؟ کسی کو منحوس کہنے پر بعض اوقات شرمندگی کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے، ایک سبق آموز حکایت سے اس بات کو سمجھنے کی کوشش کیجئے، چنانچہ ایک بادشاہ اور اس کے ساتھی شکار کی غرض سے جنگل کی جانب چلے جا رہے تھے۔ صبح کے سناٹے میں گھوڑوں کی ٹاپیں صاف

سنائی دے رہی تھیں جنہیں سنتے ہی اکثر راہگیر راستے سے ہٹ جاتے تھے کیونکہ بادشاہ سلامت شکار پر جاتے ہوئے کسی کا راستہ میں آنا پسند نہیں کرتے تھے۔بادشاہ اور اس کے ساتھیوں کی سواری بڑے طُمطُراق (یعنی شان وشوکت) سے شہر سے گزر رہی تھی ، جونہی بادشاہ شہر کی فَصِیل (چار دیواری) کے قریب پہنچا اس کی نگاہ سامنے آتے ہوئے ایک آنکھ والے شخص پر پڑی جو راستے سے ہٹنے کے بجائے بڑی بے نیازی سے چلا آرہا تھا۔اسے سامنے آتا ہوا دیکھ کر بادشاہ غصے سے چیخا: ''اف! یہ تو انتہائی بَدشگونی ہے۔کیا اس بد بخت کانے (یعنی ایک آنکھ والے) شخص کو عِلْم نہیں تھا کہ جب بادشاہ کی سواری گزر رہی ہو تو راستہ چھوڑ دیا جاتا ہے،لیکن اس منحوس یک چشم نے تو ہمارا راستہ کاٹ کر انتہائی نُحوست کا ثبوت دیا ہے۔'' بادشاہ سپاہیوں کی جانب مُڑا اور غصے سے چیخا: ''ہم حکم دیتے ہیں کہ اس ایک آنکھ والے شخص کو ان سُتونوں سے باندھ دیا جائے اور ہمارے لَوٹنے تک یہ شخص یہیں بندھا رہے گا۔ہم واپسی پر اس کی سزا تجویز کریں گے۔'' سپاہیوں نے فوراً حکم کی تعمیل کی اور اس شخص کو ستونوں سے باندھ دیا گیا۔بادشاہ اور اس کے ساتھی گرد اُڑاتے جنگل کی جانب روانہ ہو گئے۔بادشاہ کے خدشات کے برعکس اس روز بادشاہ کا شکار بڑا کامیاب رہا۔بادشاہ نے اپنی پسند کے جانوروں اور پرندوں کا شکار کیا۔بادشاہ بہت خوش تھا کیونکہ آج اس کا ایک نشانہ بھی نہیں چُوکا بلکہ جس جانور پر نگاہ رکھی اسے حاصل کرلیا۔وزیر نے جانور اور پرندوں کو گنتے ہوئے کہا: ''واہ! آج تو آپ کا شکار بہت خوب رہا، کیا نگاہ تھی اور کیا نشانہ!''

اسی طرح تمام ساتھی بھی بادشاہ کی تعریف میں مصروف تھے، جب شام ڈھلے بادشاہ شہر کے قریب پہنچا تو اس شخص کو رسیوں میں جکڑا ہوا پایا۔ بادشاہ کی سواری کے ساتھ ساتھ جانوروں اور پرندوں سے بھرا چھکڑا بھی چلا آ رہا تھا جسے دیکھ کر بادشاہ اور اس کے ساتھی خوشی سے پھولے نہ سَما رہے تھے۔ بھرا ہوا چھکڑا دیکھ کر وہ شخص زوردار آواز میں بادشاہ سے مخاطب ہوا: کہیے بادشاہ سلامت! ہم دونوں میں سے کون منحوس ہے، میں یا آپ؟ یہ سنتے ہی بادشاہ کے سپاہی اس شخص کے سر پر تلوار تان کر کھڑے ہو گئے لیکن بادشاہ نے انہیں ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔ وہ شخص بلا خوف پھر مخاطب ہوا: کہیے بادشاہ سلامت! ہم میں سے کون منحوس ہے ''میں یا آپ؟'' میں نے آپ کو دیکھا تو میں رسیوں میں بندھ کر چلچلاتی دھوپ میں دن بھر جلتا رہا جب کہ مجھے دیکھنے پر آپ کو آج خوب شکار ہاتھ آیا۔ یہ سن کر بادشاہ نادِم ہوا اور اس شخص کو فوراً آزاد کر دیا اور بہت سے اِنعام واِکرام سے بھی نوازا۔

کیا کسی کو نظر لگ سکتی ہے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! انسانی جسم اور دیگر اشیاء کو نظر لگنا، اس سے بچنے کی تدابیر کرنا، اس کا علاج کرنا شَرْعاً ثابت ہے لیکن یاد رہے کسی کی نظر لگنا اور چیز ہے اور کسی کو منحوس سمجھنا اور چیز۔ حضرتِ سیِّدُنا یعقوب عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے دس بیٹے بہت خوبصورت اور بہت باکمال تھے، مصر کے چار دروازے تھے، جب دس بیٹے مِصْر روانہ ہونے لگے تو آپ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کو یہ خدشہ ہوا کہ اگر دس

کے دس ایک دروازے سے داخل ہوئے تو ان پر دیکھنے والوں کی نظر لگ جائے گی اس لیے ارشاد فرمایا:

یٰبَنِیَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّ ادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ

ترجمۂ کنزالایمان: اے میرے بیٹو ایک دروازے سے نہ داخل ہونا اور جدا جدا دروازوں سے جانا۔ (پ۱۳، یوسف:٦٧)

مُفَسِّرِ شَہِیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنّان اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: اس سے معلوم ہوا کہ نظر حق ہے اور اس میں اثر ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ نظرِ بد سے بچنے کی تدبیر کرنا سنتِ پیغمبر ہے۔ (نورالعرفان، ص ۳۸۷) صدرُ الافاضل حضرتِ علّامہ مولانا سیّد محمد نعیم الدّین مُرادآبادی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ الھادی اِس آیت کے تحت لکھتے ہیں: تاکہ نظرِ بد سے محفوظ رہو۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ نظر حق ہے۔ پہلی مرتبہ حضرتِ یعقوب علیہ الصلوۃ و السلام نے یہ نہیں فرمایا تھا اس لئے کہ اس وَقْت تک کوئی یہ نہ جانتا تھا کہ یہ سب بھائی اور ایک باپ کی اولاد ہیں لیکن اب چونکہ جان چکے تھے اس لئے نظر ہو جانے کا احتمال تھا، اس واسطے آپ نے علیحدہ علیحدہ ہو کر داخل ہونے کا حکم دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آفتوں اور مصیبتوں سے دفع کی تدبیر اور مناسب اِحتیاطیں انبیاء (عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام) کا طریقہ ہیں اور اس کے ساتھ ہی آپ نے اَمْر (یعنی معاملہ) اللّٰہ کو تفوِیض کر دیا کہ باوجود اِحتیاطوں کے توکّل و اِعتماد اللّٰہ پر ہے اپنی تدبیر پر بھروسہ نہیں۔ (خزائن العرفان، ص ٤٥٦)

اللہ عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔** اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسلَّم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

رحمتِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسلَّم کو نظر لگانے کی کوشش ناکام رہی

پارہ **29** سورۃ القلم کی آیت **51** میں ہے:

وَاِنْ یَّكَادُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَ یَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۵۱﴾ (پ۲۹، القلم:۵۱)

ترجمہ کنزالایمان: اور ضرور کافر تو ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ گویا اپنی بد نظر لگا کر تمہیں گرا دیں گے جب قرآن سنتے ہیں اور کہتے ہیں یہ ضرور عقل سے دُور ہیں۔

صدرُ الافاضِل حضرتِ علّامہ مولانا سیِّد **محمد نعیم الدّین مُراد آبادی** علیہ رحمۃُ اللّٰہِ الھادی اِس آیت کے تحت لکھتے ہیں: منقول ہے کہ عرب میں بعض لوگ نظر لگانے میں شہرۂ آفاق تھے اور ان کی یہ حالت تھی کہ دعویٰ کر کر کے نظر لگاتے تھے اور جس چیز کو انہوں نے گزند (یعنی نقصان) پہنچانے کے ارادے سے دیکھا دیکھتے ہی ہلاک ہوگئی، ایسے بہت واقعات ان کے تجربہ میں آچکے تھے۔ کفّار نے ان سے کہا کہ رسولِ کریم صلَّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو نظر لگائیں تو ان لوگوں نے حضور (صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کو بڑی تیز نگاہوں سے دیکھا اور کہا کہ ہم نے اب تک نہ ایسا آدمی دیکھا نہ ایسی دلیلیں دیکھیں اور ان کا کسی چیز کو دیکھ کر حیرت کرنا ہی سِتم ہوتا تھا لیکن ان کی یہ تمام

جِدّ وجُہد بھی مثل ان کے اور مکائد (یعنی بُری چالوں) کے جورات دن وہ کرتے رہتے تھے بے کار گئی اور **اللہ** تعالیٰ نے اپنے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ان کے شر سے محفوظ رکھا اور یہ آیت نازل ہوئی۔ (حضرتِ) حَسَن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جس کو نظر لگے اس پر یہ آیت پڑھ کر دَم کر دی جائے۔ (خزائن العرفان، ص ۱۰۴۸) **مُفَسِّرِ شَہِیر حکیمُ الْاُمَّت** حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنّان فرماتے ہیں: عرب میں بعض لوگ نظر بَد لگانے میں مشہور تھے اگر وہ بھوکے ہو کر کسی کو تیز نگاہ سے دیکھ کر کہتے کہ ''ایسا ہم نے آج تک نہ دیکھا، کیا ہی اچھا ہے!'' تو وہ آدمی یا جانور فوراً ہلاک ہو جاتا۔ کفارِ مکہ بہت لالچ دے کر انہیں لائے، یہ حسبِ عادت تین دن بھوکے رہے پھر حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی خدمت میں حاضر ہوئے جب کہ آپ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) تلاوتِ قرآن فرما رہے تھے انہوں نے بار بار یہی کہا مگر **اللہ** تعالیٰ نے حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کو ان کی نظر بَد سے محفوظ رکھا، اس پر آیت آئی۔ معلوم ہوا کہ بَد نیتی سے حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کا چہرہ اَنور دیکھنا کُفر ہے، اِعتقاد سے رُخِ انور کی زیارت صحابی بنا دیتی ہے، یہی حال قرآن شریف کا ہے، بَد نیتی سے اس کا پڑھنا کُفر ہے، نیک نیتی سے عبادت۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نظر بَد حق ہے، دوسرے یہ کہ **رسولُ اللہ** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم رب کے ایسے محبوب ہیں کہ رب انہیں نظرِ بَد سے بچاتا ہے کیونکہ کفار نے ان لوگوں سے نظر بَد لگانے کو کہا تھا جن کی بُری نظر لوگوں کو ہلاک کر دیتی تھی،

اللہ(عَزَّوَجَلَّ) نے اپنے حبیب (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کو ان کے شَر سے محفوظ رکھا۔ یہ آیت نظرِ بَد سے بچنے کے لیے اَکسیر (یعنی مُفید) ہے۔(نور العرفان،ص ۹۷۱)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

نظر حق ہے

سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: نظر حق ہے، اگر کوئی چیز تقدیر سے بڑھ سکتی تو اس پر نظر بڑھ جاتی اور جب تم دھلوائے جاؤ تو دھو دو۔

(مسلم،کتاب السلام،باب الطب و المرض و الرقی ،ص۱۲۰۲،حدیث:۲۱۸۸)

مُفَسِّرِ شَہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنّان نے اِس حدیثِ پاک کے تحت جو وضاحت فرمائی ہے،اس سے حاصل ہونے والے مَدَنی پھول پیشِ خدمت ہیں: ۞ نظرِ بَد کا اثر برحق ہے اس سے منظور (یعنی جسے نظر لگی اس) کو نقصان پہنچ جاتا ہے ۞ نظر کا اثر اس قدر سخت ہے کہ اگر کوئی چیز تقدیر کا مقابلہ کرسکتی تو نظرِ بَد کر لیتی کہ تقدیر میں آرام لکھا ہو مگر یہ تکلیف پہنچا دیتی مگر چونکہ کوئی چیز تقدیر کا مقابلہ نہیں کرسکتی اس لیے یہ نظرِ بَد بھی تقدیر نہیں پلٹ سکتی۔ ۞ اگر کسی نظرے ہوئے (یعنی جس کو نظر لگی ہو اس) کو تم پر شبہ ہو کہ تمہاری نظر اسے لگی ہے اور وہ دفعِ نظر (یعنی نظر اُتارنے) کے لیے تمہارے ہاتھ پاؤں دُھلوا کر اپنے پر چھینٹا مارنا چاہے تو تم بُرا نہ مانو بلکہ فوراً اپنے یہ اَعضاء دھو کر اسے دے دو، نظر لگ جانا عیب نہیں

نظر تو ماں کی بھی لگ جاتی ہے۔ ۞ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عوام میں مشہور ٹوٹکے اگر خلافِ شرع نہ ہوں تو ان کا بند کرنا ضَروری نہیں، دیکھو نظر والے کے ہاتھ پاؤں دھو کر مَنظُور (یعنی جس کو نظر لگی ہو) کو چھینٹا مارنا عرب میں مُرَوَّج (یعنی اس کا رواج) تھا، حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے اس کو باقی رکھا۔ ۞ ہمارے ہاں تھوڑی سی آٹے کی بھوسی تین سُرخ مرچیں منظور (یعنی جس کو نظر لگی ہو) پر سات بار گھما کر سر سے پاؤں تک پھر آگ میں ڈال دیتے ہیں اگر نظر ہوتی ہے تو بُھس نہیں اٹھتی اور رب تعالٰی شفاء دیتا ہے۔ ۞ جیسے دواؤں میں نَقْل کی ضرورت نہیں تجربہ کافی ہے ایسے ہی دعاؤں اور ایسے ٹوٹکوں میں نَقْل ضَروری نہیں خلافِ شرع نہ ہوں تو دُرُست ہیں اگرچہ ماثُور دعائیں افضل ہیں۔ ۞ حضرت عثمان غنی (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے ایک خوبصورت تندُرُست بچہ دیکھا تو فرمایا اس کی ٹھوڑی میں سیاہی لگا دو تاکہ نظر نہ لگے۔ ۞ حضرت ہشام ابن عروہ (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) جب کوئی پسندیدہ چیز دیکھتے تو فرماتے: **مَاشَاءَ اللّٰہُ لَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ**۔ ۞ علماء فرماتے ہیں کہ بعض نظروں میں زہریلا پن ہوتا ہے جو اثر کرتا ہے۔ (مرقات) (مراۃ المناجیح، ۶/۲۲۳)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

کھیتوں وغیرہ کو نظر لگنے سے بچانے کا نسخہ

علامہ ابنِ عابِدِین شامی قُدِّسَ سرُّہُ السّامی **لکھتے ہیں:** اس بات میں کوئی حَرَج نہیں ہے کہ کھیتی یا خربوز اور تربوز کے کھیت میں نظر بد سے بچاؤ کے لیے ہڈیاں لٹکائی

جائیں کیونکہ نظرِ بَد مال، آدمی اور جانور سب کو لگ جاتی ہے اور اس کا اثر علامات سے ظاہر ہوجاتا ہے تو دیکھنے والا جب کھیتی کی جانب دیکھے گا تو اس کی نگاہ پہلے ہڈیوں پر پڑے گی کیونکہ وہ کھیت سے بلند ہوتی ہیں اس کے بعد کھیتی پر پڑے گی تو یوں اس کی نظر کا زہر وہیں ضائع ہوجائے گا اور کھیت کو نقصان نہیں پہنچے گا، حدیث پاک میں ہے کہ ایک صحابیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوئیں کہ ہم کسان لوگ ہیں اور ہمیں اپنے کھیتوں پر نظرِ بَد کا اندیشہ رہتا ہے، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کھیتی میں ہڈیاں رکھنے کا حکم اِرشاد فرمایا۔

(سنن الکبری للبیھقی، ٦/٢٢٨، حدیث:١١٧٥٣)

(رد المحتار، ٩/٦٠١)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

نظرِ بد اونٹ کو دیگ میں اتار دیتی ہے

حضرتِ سیِّدُنا جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ خوش خصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: اَلْعَیْنُ تُدْخِلُ الرَّجُلَ الْقَبْرَ وَتُدْخِلُ الْجَمَلَ الْقِدْرَ بے شک نظر مرد کو قبر میں اور اُونٹ کو دیگ میں داخل کردیتی ہے۔(جمع الجوامع، ٥/٢٠٤، حدیث:١٤٥٥٨)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

جلد نظر لگ جاتی ہے

حضرت سیِّدَتُنا اَسما بنت عُمَیس رضی اللہ تعالٰی عنہا نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: **یارسولَ اللّٰہ** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اولادِ جعفر کو جلد نظر لگ جایا کرتی ہے، کیا میں انہیں جھاڑ پھونک کراؤں؟ فرمایا: ہاں! کیونکہ اگر کوئی چیز تقدیر سے سبقت لے جانے والی ہوتی تو نظرِ بَد سبقت لے جاتی۔

(ترمذی،کتاب الطب،باب ما جاء فی الرقیۃ من العین،۴/۱۳، حدیث: ۲۰۶۶)

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنّان اس حدیثِ پاک کے تحت وضاحت فرماتے ہیں: ۞ کیونکہ یہ بچے ظاہری باطنی خوبیوں والے ہیں اس لیے لوگ انہیں تعجب کی نظر سے دیکھتے ہیں اور یہ بچے نظر کی وجہ سے بیمار ہوجاتے ہیں۔ نظر کا اثر زہر سے زیادہ تیز اور سخت ہوتا ہے اس لیے تُسْرِع (یعنی جلدی) فرمانا بالکل دُرُست ہے۔ ۞ غالبًا انہوں (یعنی حضرتِ سیِّدَتُنا اسما بنت عُمَیس رضی اللہ تعالٰی عنہا) نے حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے ہی نظر کا دَم سیکھا ہوگا، اس کی اِجازت چاہ رہی ہیں جو عطا ہوگئی۔ ۞ نظر بَد بڑی موثر ہوتی ہے اگر کسی چیز سے تقدیر پلٹ جاتی تو نظر سے پلٹ جاتی۔ ۞ خیال رہے کہ غصہ کی نظر منظور میں ڈر پیدا کردیتی ہے محبت کی نظر خوشی اسی طرح تعجب کی نظر بیماری پیدا کرسکتی ہے۔ ۞ رب تعالٰی جس چیز میں چاہے تاثیر خاص پیدا فرمادے وہ قادرِ مُطلَق ہے۔ ۞ پھر جیسے بُری نظر بُرا اَثر پیدا کرتی ہے یوں ہی صالحین مقبولین کی رحمت کی نظر منظور میں اِنقلاب (یعنی

تبدیلی) پیدا کر دیتی ہے، نظرِ بد بیماریاں پیدا کرتی ہے تو نظرِ خوب بیماریاں دُور کرتی ہے۔ شیطان نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا: اَنْظِرْنِیْ مجھے مہلت دے، اگر کہتا: اُنْظُرْ اِلَیَّ مجھے نظرِ رحمت سے دیکھ لے تو اس کا بیڑا پار ہو جاتا۔ (مرقات) ۞ (حکایت:) ایک شخص نے کہا کہ میں نے بڑے بڑوں کو دیکھا کسی میں کچھ نہیں ہے۔ دوسرے نے کہا: مگر کسی نے تجھے نہ دیکھا، اگر کوئی نظر والا تجھے دیکھ لیتا تو تیرا یہ حال نہ ہوتا۔ الغرض نظر بڑی چیز ہے، کوئی نظر خانہ خراب کر دیتی ہے کوئی نظر خراب کو آباد کر دیتی ہے۔ شعر

نظر کی جَولانیاں نہ پوچھو نظر حقیقت میں وہ نظر ہے
اُٹھے تو بجلی پناہ مانگے گرے تو خانہ خراب کر دے

(مراٰۃ المناجیح، ٦/٢٤١ بتغیر)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

مُوئے مبارک کی بَرَکت سے نظر والے کو شفا مل جاتی

حضرتِ سیِّدُنا عثمان بن عبداللّٰہ بن مَوْھَب رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ سے روایت ہے کہ میرے گھر والوں نے مجھے پیالہ دے کر اُمُّ المومنین حضرتِ سَیِّدَتُنا اُمِّ سلمہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا کے پاس بھیجا، جب کسی آدمی کو نظر یا کوئی شے لگ جاتی تو ان کے پاس لگن بھیجتے تھے۔ حضرتِ سَیِّدَتُنا اُمِّ سلمہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا نے حضورِ اکرم صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کا مُوئے مبارک چاندی کی کُپی (ڈبی) میں رکھا ہوا تھا۔ میں نے

کُپی میں جھانکا تو چند سرخ بال دیکھے۔

(بخاری،کتاب اللباس، باب ما یذکر فی الشیب ٤/٧٦، حدیث: ٥٨٩٦)

مُفَسِّرِشَہِیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنّان نے اِس حدیثِ پاک کے تحت جو وضاحت فرمائی ہے ،اس سے حاصل ہونے والے مَدَنی پھول پیشِ خدمت ہیں: ۞ یعنی اہلِ مدینہ کو جب کوئی بیماری یا نظرِ بد یا کوئی اور تکلیف ہوتی تو وہ کسی ایسے برتن میں جس میں کپڑے دھوئے جاتے تھے پانی بھیج دیتے ۞ غالباً آپ (رضی اللہ تعالٰی عنہا) وہ بال شریف مع اس کُپی کے پانی میں گھول دیتی تھیں،لوگ وہ پانی پیتے اور شفا پاتے۔ ۞ بال کی یہ سرخی خضاب کی نہ تھی بلکہ وہ بال خوشبوؤں میں رکھے گئے تھے یہ رنگ اسی خوشبو کا تھا۔ ۞ اس حدیث سے چند فائدے حاصل ہوئے: **ایک** یہ کہ حضرات صحابہ کرام (علیھم الرضوان) حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کے بال شریف بَرَکت کے لیے اپنے گھروں میں رکھتے تھے۔ **دوسرے** یہ کہ اس بال شریف کا بہت ہی ادب واحترام کرتے تھے کہ اس کے لیے خاص کُپی (ڈِبی) یا پونگی بناتے اس میں خوشبو بساتے تھے کیونکہ یہ رنگت خوشبو کی تھی نہ کہ خضاب کی۔ **تیسرے** یہ کہ صحابہ کرام (علیھم الرضوان) حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کے بال شریف کو دافعِ بَلا ، باعث شفا سمجھتے تھے کہ انہیں پانی میں غسل دے کر شفاء کے لیے پیتے تھے، کیوں نہ ہو کہ جب (حضرتِ سیِّدُنا) یوسف (عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کی قمیص دافعِ بلا ہوسکتی ہے جیسا (کہ) قرآن کریم فرمارہا ہے:

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ الخ [1] تو حضورانور (صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) کے بال شریف بدرجہ اَولیٰ دافعِ بَلا ہوسکتے ہیں۔ چوتھے یہ کہ صحابہ کرام (علیھم الرضوان) حضور (صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) کے بال شریف کی زیارت کرنے جاتے تھے جیسا کہ روایت سے معلوم ہوا۔ (مراۃ المناجیح، ۲۴۸/۶)

ہم سیہ کاروں پہ یا رب تپشِ محشر میں
سایہ اَفگن ہوں ترے پیارے کے پیارے گیسو (حدائق بخشش، ص۱۱۹)

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔ اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسلَّم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

دودھ کو بھی نظر لگ سکتی ہے

حضرتِ سیِّدُنا اَبُو حُمَیْد رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نَقِیع (ایک مقام کا نام) سے دودھ بھرا برتن **سرکارِ مدینۂ منوّرہ**، سردارِ **مکّۂ مکرّمہ** صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم کی خدمت میں لائے۔ آپ صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: تم نے اسے ڈھک کیوں نہیں لیا اگرچہ اس پر لکڑی کھڑی کردیتے۔

(بخاری، کتاب الاشربہ، باب شرب اللبن ۳/۵۸۶، حدیث: ۵۶۰۵)

---

[1] : پارہ 13 سورۂ یوسف کی آیت 93 میں ہے: اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ
ترجمہ کنزالایمان: میرا یہ کُرتا لے جاؤ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو ان کی آنکھیں کُھل جائیں گی۔

مُفَسِّرِ شَہِیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنّان اِس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں: وہ حضرت کھلے برتن میں دودھ لائے تھے اس پر حضورِ انور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یہ فرمایا یعنی دودھ ڈھک کر لانا چاہیے تھا، اگر ڈھکنا نہ تھا تو اس کے اوپر لکڑی ہی کھڑی کرلیتے۔ ہمارے ہاں عوام میں مشہور ہے کہ دودھ اور دہی کو نظرِ بد بہت جلد لگتی ہے، اس پر لکڑی کھڑی کرلینی چاہیے۔ اس کی اصل یہ حدیث ہوسکتی ہے۔ خیال رہے دکانوں پر دودھ دہی کھلا رکھا رہتا ہے وہ اس حکم میں داخل نہیں، کہیں لے کر جاؤ تو ڈھک لو۔ (مراۃ المناجیح، ۶/ ۸۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

بلاحساب جنت میں داخلہ

حضرت سَیِّدُنا عبدُاللّٰہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مَرْوی ہے کہ رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: میں نے حج کے موسم میں تمام اُمتوں کو دیکھا، پس میں نے اپنی اُمّت کو دیکھا کہ انہوں نے میدانوں اور پہاڑوں کو گھیر رکھا ہے، مجھے ان کی کثرت اور انداز نے تعجب میں ڈال دیا، مجھ سے پوچھا گیا: کیا آپ اس بات پر راضی ہیں؟ میں نے کہا: میں راضی ہوں۔ کہا گیا: ان کے ساتھ مزید 70 ہزار ہیں جو کسی حساب کے بغیر جنت میں

داخل ہوں گے، وہ جو جھاڑ پھونک نہیں کرواتے[1]، داغ نہیں لگواتے، بَد فالی نہیں لیتے اور اپنے رب عَزَّوَجَلَّ پر بھروسہ کرتے ہیں۔ حضرتِ سَیِّدُ نا عکاشہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کھڑے ہوگئے اور عرض کی: **یارسولَ اللّٰہ** صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دُعا کیجئے کہ مجھے بھی ان میں کردے۔ چنانچہ نبیِ رحمت، قاسمِ نعمت صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دُعا مانگی: ''**یا اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! اسے بھی ان لوگوں میں سے کردے۔'' دوسرے صحابی نے کھڑے ہو کر عرض کی: میرے لئے بھی دُعا کیجئے کہ

مدینہ

[1]: اس حدیث میں اس دَم کی نفی ہے جو لوگ زمانہ جاہلیت میں کرواتے تھے (جس میں شرکیہ الفاظ ہوتے تھے) لیکن جس دَم میں کتابُ اللّٰہ کے الفاظ ہوں تو ایسا دَم جائز ہے کیونکہ حضور صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بھی ایسا دَم کیا ہے اور ایسا دَم کرانے کا حکم دیا ہے اور یہ دَم توکُّل کے منافی نہیں ہے۔ (عمدۃ القاری، ۱۴/ ۶۹۰) حضرتِ سَیِّدُ نا اَنَس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحمَۃٌ لِّلعٰلمین صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے نظرِ بَد، ڈَنک اور پھوڑے پھنسیوں کی صورت میں دَم کروانے کی اِجازت دی۔ (مُسلِم ص۱۲۰۶، حدیث ۲۱۹۶) مُحَقِّق عَلَی الْاِطلاق حضرتِ علّامہ شیخ عبدُ الحق مُحَدِّث دِہلوی علیہ رحمۃ اللّٰہِ القوی اَشِعَّةُ اللَّمعات (فارسی) جلد 3 صَفحہ 645 پر اس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں: یاد رہے کہ تمام بیماریوں اور تکلیفوں میں دَم کرنا جائز ہے، صِرْف اِن تین کے ساتھ مخصوص نہیں، خاص طور پر ان کے ذِکر کی وجہ یہ ہے کہ دوسری بیماریوں کی نسبت اِن تین میں دَم زیادہ مُناسِب اور مُفید ہے۔ (اشعۃ اللمعات ۳/ ۶۴۵) میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فتاویٰ افریقہ صَفحہ 168 پر فرماتے ہیں: جائز تعویذ کہ قراٰنِ کریم یا اَسمائے الٰہیّہ یا دیگر اَذکار ودَعوات (یعنی دُعاؤں) سے ہو اُس میں اصلاً حَرَج نہیں بلکہ مُسْتَحَب ہے۔ رسولُ اللّٰہ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ''مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمْ اَنْ یَّنْفَعَ اَخَاہُ فَلْیَنْفَعْہُ یعنی تم میں جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچا سکے پہنچائے۔'' (مُسلِم ص ۱۲۰۸ حدیث ۲۱۹۹)

اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ تو آپ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: عکاشہ تم پر سبقت لے گئے۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الرقاء والتمائم، ۶۲۸/۷، حدیث: ۶۰۵۲)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

بدشگونی سے کیونکر بچا جائے؟

بَدشگونی ایک ہلاکت خیز باطنی بیماری ہے اس لئے اس کا علاج بہت ضَروری ہے، اگر آپ سے کبھی بَدشگونی پر عمل کا گناہ سرزد ہوا ہو تو سب سے پہلے اس سے توبہ کیجئے، اس کے بعد درج ذیل نسخوں پر عمل کیجئے اس بیماری پر قابو پانا بے حد آسان ہو جائے گا، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

(۱) اسلامی عقائد کی معلومات حاصل کیجئے

عِلْم سے وحشت دُور ہوتی ہے، اسلامی عقائد کی ضَروری معلومات رکھنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔ اگر تقدیر پر ان معنوں پر ایمان رکھا جائے کہ ہر بھلائی، بُرائی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے علمِ اَزَلی کے موافق مقدّر فرمادی ہے، جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا، اپنے عِلْم سے جانا اور وہی لکھ لیا[1]۔ (بہار شریعت ۱/ ۱۱) تو بَدشگونی دل میں جگہ ہی نہیں بنا سکے گی کیونکہ جب بھی انسان کو کوئی نقصان پہنچے گا تو وہ یہ ذہن بنالے

---

[1]: عقائد کے بارے میں مزید تفصیلات کے لئے بہار شریعت جلد اول (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کے حصہ اول کا مطالعہ کیجئے۔

گا کہ یہ میری تقدیر میں لکھا تھا نہ کہ کسی چیز کی نُحُوست کی وجہ سے ایسا ہوا ہے ۔

پارہ 27 سورۃ الحدید کی آیت 57 میں اِرشاد ہوتا ہے:

مَاۤ اَصَابَ مِنۡ مُّصِیۡبَةٍ فِی الۡاَرۡضِ وَلَا فِیۡۤ اَنۡفُسِكُمۡ اِلَّا فِیۡ كِتٰبٍ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ نَّبۡرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیۡرٌ ﴿ۚ۲۲﴾ (پ۲۷،الحدید:۲۲)

ترجمۂ کنزالایمان: نہیں پہنچتی کوئی مصیبت زمین میں اور نہ تمہاری جانوں میں مگر وہ ایک کتاب میں ہے قبل اس کے کہ ہم اسے پیدا کریں، بیشک یہ اللہ کو آسان ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اپنا ذہن بنا لیجئے کہ وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے، کالی بلی کے راستہ کاٹنے یا گھر کی چھت پر اُلّو کے بولنے سے ہمیں کچھ نقصان نہیں پہنچے گا، کتنے ہی لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے سامنے سے کالی بلی نہیں گزرتی پھر بھی انہیں کوئی نہ کوئی نقصان اٹھانا پڑتا ہے لہٰذا کالی بلی میں کوئی نُحُوست نہیں ہے۔ سورہ توبہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ مسلمانوں سے اِرشاد فرماتا ہے کہ یوں کہا کریں:

لَنۡ یُّصِیۡبَنَاۤ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوۡلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡیَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۵۱﴾ (پ۱۰، التوبہ:۵۱)

ترجمہ کنزالایمان: ہمیں ہرگز نہ پہنچے گی مگر وہ بات جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے لکھ دی، وہ ہمارا مولیٰ ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے۔

امام فخر الدین رازی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ القوی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں : اس آیت مبارکہ کا معنی یہ ہے کہ ہمیں کوئی خیر و شر، خوف اور امید، شدت و سختی نہیں پہنچے گی مگر وہی کہ جو ہمارا مقدر ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پاس لوح محفوظ پر لکھی ہوئی ہے۔

(التفسیر الکبیر، ٦/٦٦)

رِزْق اور مصیبتوں کو لکھ دیا گیا ہے

حضرتِ سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مَرْوی ہے کہ سرکارِ مدینہ، سلطانِ باقرینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہر ایک جان کو پیدا فرمایا ہے اور اس کی زندگی، رِزْق اور مصیبتوں کو لکھ دیا ہے۔

(ترمذی، کتاب القدر، باب ماجاء لا عدوی و لا ھامۃ ولا صفر، ٤/٥٧، حدیث: ٢١٥٠ ملتقطاً)

لہٰذا ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارا اس بات پر یقینِ کامل ہونا چاہئے کہ رنج ہو یا خوشی! آرام ہو یا تکلیف! اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جو مشکلات، مصیبتیں، تنگیاں اور بیماریاں ہمارے نصیب میں نہیں لکھی گئیں وہ ہمیں نہیں پہنچ سکتیں۔

نقصان نہیں پہنچا سکتے

سرکارِ مدینۂ منوّرہ، سردارِ مکّۂ مکرّمہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرتِ سیِّدُنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا: یقین رکھو کہ اگر پوری اُمّت اس پر متفق ہو جائے کہ تم کو نفع پہنچائے تو وہ تم کو کچھ نفع نہیں پہنچا سکتی مگر اس چیز کا

جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دی اور اگر اس پر متفق ہو جائیں کہ تمہیں کچھ نقصان پہنچا دیں تو ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر اس چیز سے جو اللہ نے لکھی۔

(ترمذی،کتاب صفة القیامة،٤/ ٢٣١،حدیث: ٢٥٢٤،ملتقطاً)

مُفَسِّرِشَہِیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنّان نے اِس حدیثِ پاک کے تحت جو وضاحت فرمائی ہے،اس سے حاصل ہونے والے مَدَنی پھول پیشِ خدمت ہیں: ❁ یعنی ساری دنیا مل کر تم کو نفع نہیں پہنچا سکتی اگر کچھ پہنچائے گی تو وہ ہی جو تمہارے مقدر میں لکھا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا لکھا ہوا نفع دنیا پہنچا سکتی ہے۔طبیب کی دوا شفا دے سکتی ہے،سانپ کا زہر جان لے سکتا ہے مگر یہ اللہ تعالیٰ کا طے شدہ اس کی طرف سے (ہے)،حضرت یوسف (علیہ الصلٰوۃ والسلام) کی قمیص نے دیدۂ یعقوبی (یعنی حضرتِ سیِّدُنا یعقوب علیہ الصلٰوۃ والسلام کی آنکھوں) کو شفا بخشی،حضرت عیسیٰ (علیہ الصلٰوۃ والسلام) مُردے زندہ،بیمار اچھے کرتے تھے مگر اللہ کے اِذن (یعنی اِجازت) سے۔❁ لکھنے سے مراد لوحِ محفوظ میں لکھنا ہے اگرچہ وہ تحریر قلم نے کی مگر چونکہ اللہ کے حکم سے کی تھی اس لیے کہا گیا کہ اللہ نے لکھا مطلب ظاہر ہے کہ اگر سارا جہاں مل کر تمہیں کوئی نقصان دے تو وہ بھی طے شدہ پروگرام کے تحت ہوگا کہ لوحِ محفوظ میں یوں ہی لکھا جا چکا تھا ❁ خیال رہے کہ تدبیر بھی تقدیر میں آچکی ہے لہٰذا تدبیر سے غافل نہ رہو مگر اس پر اِعتماد نہ کرو نظر اللہ کی قدرت و رحمت پر رکھو۔(مراۃ المناجیح،٧/١١٧)

(۲) توکُّل بہترین علاج ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ پر اِعتماد کرنا اور کاموں کو اُس کے سپرد کر دینا توکُّل کہلاتا ہے لہٰذا جب بھی کوئی بدشگونی دل میں کھٹکے تو رب تعالیٰ پر توکُّل کیجئے اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ بدشگونی کا خیال دل سے جاتا رہے گا۔ رسولِ نذیر، سراجِ مُنیر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: بَد فالی لیناشِرک ہے، بَد فالی لیناشِرک ہے، یہ بات تین بار اِرشاد فرمائی (پھر فرمایا) اور ہر شخص کے دل میں اس کا خیال بھی آتا ہے مگر اللہ عَزَّوَجَلَّ توکّل کے ذریعے اسے دُور فرما دیتا ہے۔

(ابو داؤد ،کتاب الطب،باب فی الطیرۃ،۲۳/۴، حدیث: ۳۹۱۰)

حافظ ابوالقاسم اَصفہانی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الغَنِی اِرشاد فرماتے ہیں: اس حدیثِ پاک کا مطلب یہ ہے کہ میری اُمّت کے ہر شخص کے دل میں ان میں سے کچھ نہ کچھ خیال آتا ہے مگر اللہ عَزَّوَجَلَّ ہر اس شخص کے دل سے یہ خیال نکال دیتا ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ پر توکُّل کرتا ہے اور اس بَد فالی پر قائم نہیں رہتا۔

(الزواجر عن اقتراف الکبائر،باب السفر،ج ۱/۳۲۵)

شارحِ بخاری علامہ اسماعیل بن محمد عَجلُونی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ القوی علامہ مَناوی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ الھادی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ جس کا یہ یقین ہوتا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اِذن کے بغیر کوئی چیز کسی چیز میں اثر نہیں کرتی، اس پر کسی بدشگونی کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ (کشف الخفاء، ۱/۱۱)

(۳) کام سے نہ رکئے

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: میری اُمّت میں **تین چیزیں** لازِمًا رہیں گی: **بَد فالی، حَسَد** اور **بَد گُمانی**۔ ایک صحابی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے عرض کی: **یارسولَ اللّٰہ** صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! جس شخص میں یہ تین خصلتیں ہوں وہ ان کا کس طرح **تدارُک** کرے؟ اِرشاد فرمایا: جب تم **حَسَد** کرو تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے اِسْتِغْفار کرو اور جب تم کوئی بَدگُمانی کرو تو اس پر جمے نہ رہو اور جب تم **بَد فالی** نکالو تو اس کام کو کرلو۔ (المعجم الکبیر، ۳/۲۲۸، حدیث: ۳۲۲۷)

بَدشگونی باطنی بیماری ہے

علّامہ محمد عبدالرَّؤف مناوی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ الہادی **فیض القدیر** میں لکھتے ہیں: اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ تینوں خصلتیں **اَمراضِ قلب** میں سے ہیں جن کا عِلاج ضَروری ہے جو کہ حدیث میں بیان کر دیا گیا ہے۔

(فیض القدیر، ۳/۴۰۱، حدیث: ۳۴۶۵)

بُراشگون تمہیں واپس نہ کرے

حضرتِ سیِّدُنا عُروہ بن عامر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں کہ **رسولُ اللّٰہ** صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سامنے بَدشگونی کا ذِکْر ہوا۔ آپ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: فال اچھی چیز ہے اور بُراشگون کسی مسلم کو واپس نہ کرے۔

(ابو داؤد، کتاب الطب، باب فی الطیرۃ، ۴/۲۵، حدیث: ۳۹۱۹)

صَدرُ الشَّریعہ،بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ القوی لکھتے ہیں: یعنی کہیں جار ہا تھا اور بُرا شگون ہوا تو واپس نہ آئے، چلا جائے۔(بہارِشریعت ۳/۵۰۴)

سفر سے نہ رُکے

منقول ہے کہ امیر المؤمنین مولا مشکل کُشا حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے جب خارجیوں سے جنگ کیلئے سفر کا اِرادہ کیا تو ایک مُنَجِّم (یعنی ستاروں کا عِلْم رکھنے والا ایک شخص،نُجُومی) رُکاوٹ بنا اور کہنے لگا: اے امیر المؤمنین (رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ)! آپ تشریف نہ لے جایئے، حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے وجہ پوچھی تو اس نے کہا: اس وَقْت چاند عَقْرَبْ (آسمان کے برجوں میں سے ایک بُرج کا نام) میں ہے اگر آپ اس وَقْت تشریف لے گئے تو آپ کو شکست ہوجائے گی۔ یہ سن کر حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے جواب دیا: نبی کریم صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور صدیق وعمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما نُجومیوں پر اِعتقاد نہیں رکھتے تھے، میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ پر توکُّل کرتے ہوئے اور تمہاری بات کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے ضَرور سفر کروں گا۔ پھر آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ اس سفرِ جہاد پر تشریف لے گئے، اللّٰہ تعالٰی نے آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کو رسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حیاتِ ظاہِری کے بعد سب سے زیادہ بَرَکت اس سفر میں عطا فرمائی حتّٰی کہ تمام دشمن مارے گئے اور حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ

اَلْکَرِیْم فتح کے ساتھ خوشی خوشی واپس تشریف لائے۔

(غذاء الألباب فی شرح منظومة الآداب،۱/۱۹۱)

اللہ عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔** اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسلَّم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

بَدشگونی پر عمل نہ کرو

اعلیٰ حضرت،مجدِّدِ دِین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن لکھتے ہیں: شریعت میں حکم ہے: اِذَا تَطَیَّرْتُمْ فَامْضُوْا یعنی جب کوئی شگونِ بد گمان میں آئے تو اس پر عمل نہ کرو۔(فتح الباری،کتاب الطب،باب الطیرۃ،۱۱/۱۸۱)

(فتاوٰی رضویہ،۲۹/۶٤۱ملخصاً)

کام نہ کرنے کا بھی اختیار ہے

کسی چیز کا منحوس ہونا مشہور ہو تو اس کام کو نہ کرنے کا بھی اختیار ہے لیکن بَدشگونی پر اِعتقاد ہرگز نہ رکھا جائے ،**اعلیٰ حضرت**،مجدِّدِ دِین وملت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن لکھتے ہیں: جسے عام لوگ نَحْس (یعنی منحوس) سمجھ رہے ہیں اس سے بچنا مناسب ہے کہ اگر حسبِ تقدیر اسے کوئی آفت پہنچے ان کا باطل عقیدہ اور مستحکم ہوگا کہ دیکھو یہ کام کیا تھا اس کا یہ نتیجہ ہوا اور ممکن کہ شیطان اس کے دل میں بھی وسوسہ ڈالے۔(فتاوٰی رضویہ،۲۳/۲۶۷)

گناہوں کے سبب بھی مصیبت آتی ہے

مصیبت آنے پر دل کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرانے، صَبْر پر اِستِقامت پانے اور غَلَط قدم اٹھانے سے خود کو بچانے کیلئے توبہ و اِستِغفار کرتے ہوئے یہ ذِہْن بھی بنائیے کہ ہم پر جو مُصیبت نازِل ہوئی ہے اُس کا سبب ہمارے اپنے ہی کرتُوت ہیں نہ کہ کسی کی نُحوست کی وجہ سے ایسا ہوا ہے، پارہ 25 سورۃُ الشُّوریٰ کی 31 ویں آیتِ کریمہ میں ارشادِ ربّانی ہے:

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ﴿۳۰﴾ (پ ۲۵، الشوریٰ ۳۰)

ترجَمۂ کنزُ الایمان: اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور بہُت کچھ تو مُعاف فرما دیتا ہے۔

صدرُالافاضِل حضرتِ علّامہ مولانا سیِّد محمد نعیم الدّین مُرادآبادی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ الھادی اِس آیت کے تحت لکھتے ہیں: ''یہ خطاب مُؤمِنین مُکَلَّفِین سے ہے جن سے گناہ سَرزد ہوتے ہیں، مراد یہ کہ دنیا میں جو تکلیفیں اور مصیبتیں مؤمِنین کو پہنچتی ہیں اکثر ان کا سبب ان کے گناہ ہوتے ہیں ان تکلیفوں کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان کے گناہوں کا کَفّارہ کر دیتا ہے اور کبھی مومِن کی تکلیف اُس کے رَفعِ دَرَجات (یعنی بلندیٔ دَرَجات) کیلئے ہوتی ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

گناہوں کی سزا

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہم پر آنے والی مصیبت ہمارے گناہوں کی سزا ہوتی ہے، چُنانچِہ تاجدارِ رسالت، شَہَنْشاہِ نُبُوَّت صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ بِعَبْدٍ خَیْرًا عَجَّلَ لَہٗ عُقُوْبَۃَ ذَنْبِہٖ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ جب کسی بندے سے بھلائی کا اِرادہ کرتا ہے تو اُس کے گناہ کی سزا فوری طور پر اُسے (دنیا ہی میں) دے دیتا ہے۔ (مُسنَد اِمام احمد بن حَنبل ٥/٦٣٠ حدیث: ١٦٨٠٦)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(٤) مختلف وظائف کا معمول بنالیجئے

اعلیٰ حضرت، مجدِّدِ دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن لکھتے ہیں: اس قسم (یعنی بَدشگونی وغیرہ) کے خطرے وَسْوَسے جب کبھی پیدا ہوں اُن کے واسطے قرآن کریم وحدیث شریف سے چند مختصر وبیشمار نافِع (فائدہ دینے والی) دعائیں لکھتا ہوں انہیں ایک ایک بار خواہ زائد (یعنی ایک سے زیادہ مرتبہ) آپ اور آپ کے گھر میں پڑھ لیں۔ اگر دل پُختہ ہوجائے اور وہ وہم جاتا رہے بہتر ورنہ جب وہ وَسْوَسہ پیدا ہو ایک ایک دفعہ پڑھ لیجئے اور یقین کیجئے کہ اللہ ورسول (عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے وعدے سچے ہیں اور شیطان مَلْعُون کا ڈرانا جُھوٹا۔ چند بار میں بِعَوْنِہٖ تَعَالٰی (یعنی اللہ تعالٰی کی مدد سے) وہ وہم بالکل زائل (یعنی ختم) ہوجائے گا اور اصلاً کبھی کسی طرح اس سے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ وہ دعائیں یہ

ہیں:

۞ لَنْ یُّصِیْبَنَاۤ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَاۚ هُوَ مَوْلٰىنَاۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾

(ہمیں نہ پہنچے گی مگر جو ہمارے لیے اللہ نے لکھ دی وہ ہمارا مولیٰ، اور اللہ ہی پر بھروسا کرنا لازم) (پ۱۰، التوبة: ۵۱)

۞ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِیْلُ ﴿۱۷۳﴾ (اللہ ہمیں کافی ہے اور کیا اچھا بنانے والا)

(پ٤، آل عمران: ۱۷۳)

۞ اَللّٰهُمَّ لَا یَأْتِیْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا یَذْهَبُ بِالسَّیِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ (الٰہی! اچھی باتیں کوئی نہیں لاتا تیرے سوا اور بُری باتیں کوئی دور نہیں کرتا تیرے سوا اور کوئی زور طاقت نہیں مگر تیری طرف سے)

(مصنف ابن ابی شیبه، کتاب الدعاء، باب مایقول الرجل اذا تطیره، ۷/۸۷، حدیث: ۲۰۱)

۞ اَللّٰهُمَّ لَا طَیْرَ اِلَّا طَیْرُكَ، وَلَا خَیْرَ اِلَّا خَیْرُكَ، وَلَا اِلٰهَ غَیْرُكَ (الٰہی! تیری فال فال ہے اور تیری ہی خیر خیر اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔) (مصنف ابن ابی شیبه، کتاب الدعاء، باب مایقول الرجل اذا نعق الغراب، ۷/۱٤۲، حدیث: ۱)

(فتاویٰ رضویہ، ۲۹/٦٤۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰهُ تعالٰی علٰی محمَّد

اَلْحَمْدُ لِلّٰه عَزَّوَجَلَّ! نیکی کی دعوت کا مَدَنی کام جاری رکھنے کے لئے تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی سنّتوں بھرے اجتماعات، مَدَنی

قافلوں،عَلا قائی دورہ برائے نیکی کی دعوت،مَدَنی تربیّتی کورس،فرضِ عُلُوم کورس،مَدَنی چینل اوردرسِ **فیضانِ سنّت** وغیرہ کے ذَرِیعے خوب سَرگرمِ عمل ہے،آپ بھی **دعوتِ اسلامی** کے مَدَنی ماحول سے وابَستہ ہوجائیے،اِس کی بَرَکت سے اِنْ شَآءَاللہ عَزَّوَجَلَّ اعلیٰ اَخلاقی اَوصاف غیرمحسوس طور پرآپ کے کردار کاحصّہ بنتے چلے جائیں گے۔ ہر اسلامی بھائی کو چاہیے کہ وہ اپنے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وارسنّتوں **بھرے اجتماع** میں شرکت کرے اورسنّتوں کی تربیت کے **مَدَنی قافِلوں** میں عاشِقانِ رسول کے ہمراہ سنّتوں بھرا سفر کرے۔اِن مَدَنی قافِلوں میں سفر کی بَرَکت سے اِنْ شَآءَاللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے سابِقہ طَرزِ زندگی پرغوروفکر کا موقع ملے گا اوردل عاقبت کی بہتری کے لئے بے چین ہوجائے گا،جس کے نتیجے میں گناہوں کی کثرت پرنَدامت ہوگی اورتوبہ کی سعادت ملے گی۔عاشِقانِ رسول کے ہمراہ مَدَنی قافِلوں میں مسلسل سفر کرنے کے نتیجے میں فُحش کلامی اورفُضول گوئی کی جگہ لب پردُرُودِ پاک کاوِرد ہوگا اورزَبان تلاوتِ قرآن اورذکرونعت کی عادی بن جائے گی، غُصّے کی جگہ نرمی،بےصَبری کی جگہ صبروتحمُّل، تکبُّر کی جگہ عاجزی اوراِحترامِ مسلم کا جذبہ ملے گا۔دنیاوی مال ودولت کے لالچ سے پیچھاچُھوٹے گا اورنیکیوں کی حِرص ملے گی،الغرض باربارراہِ خداعَزَّوَجَلَّ میں سفر کرنے والے کی زندگی میں مَدَنی انقلاب برپا ہوجائے گا، اِنْ شَآءَاللہ عَزَّوَجَلَّ۔**آپ** کی ترغیب وتَحریص کے لئے عاشِقانِ رسول کی صُحبت کی بَرَکت سے مَمْلُو (یعنی بھری ہوئی) ایک **مَدَنی بہار** آپ کے گوش

گزار کرتا ہوں، چنانچہ

نشے کی عادتِ بد چھوٹ گئی

عطّار آباد (جیکب آباد، باب الاسلام سندھ) کے علاقے ٹُھل سے تعلق رکھنے والے اسلامی بھائی کا بیان کچھ یوں ہے: پہلے میں غَلَط عقائد کا حامِل اور اخلاقی برائیوں کی دلدل میں دھنسا ہوا تھا، روزانہ رات کو 8 سے 12 بجے تک بھنگ، چرس اور شراب وغیرہ کا نشہ کیا کرتا پھر بَد مست ہوکر گھر پہنچتا اور بستر پر بے سُدھ ہوکر سو رہتا۔ میری ماں میری حالت دیکھ کر روتی رہتی اور مجھے سمجھاتی لیکن مجھ پر ذرا بھی اثر نہ ہوتا۔ پھر غالباً 2010ء میں ہمارے علاقے میں سیلاب آیا تو ہم نے ایک محفوظ مقام پر پناہ لی۔ وہاں میں شدید بیمار ہوگیا حتی کہ مجھے خون کی اُلٹیاں آنے لگیں۔ میری خوش نصیبی کہ اسی دوران میری ملاقات ایک دعوتِ اسلامی والے سے ہوگئی جس نے مجھ پر انفرادی کوشش کی اور میں نے اپنی زندگی میں پہلی بار مَدَنی قافلے میں سکھر کی طرف سفر کیا۔ مجھے بَدعقیدگی اور نشے کی عادتِ بَد سے توبہ کی توفیق ملی، پھر راہیں کھلتی چلی گئیں۔ مدنی کام کرتے کرتے مجھے حصولِ علمِ دین کا ایسا شوق ہوا کہ میں نے لاڑکانہ فاروق نگر میں جامعۃ المدینہ میں داخلہ لے لیا، کچھ عرصے بعد باب المدینہ کراچی منتقل ہوگیا۔ تادمِ بیان جامعۃُ المدینہ فیضانِ مشتاق باب المدینہ (کراچی) میں درجہ ثانیہ کا طالب العِلْم ہوں۔

اچّھی نیّت کا پھل پاؤ گے بے بدل　　سب کرو نیّتیں قافِلے میں چلو
دُور بیماریاں اور ناداریاں　　ہوں ٹلیں مشکلیں قافلے میں چلو

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمّد

نیک فال یا اچھا شگون لینا

نیک فال یا اچھا شگون لینا بَدشگونی کی ضِد ہے یعنی کسی چیز کو اپنے لئے باعث خیر وبَرَکت سمجھنا اور یہ مُسْتَحَب ہے، مثلاً بزرگانِ دین کی زِیارت ہونا، بُدھ کے دن نیا سبق شروع کرنا، پیراور جمعرات کوسفر شروع کرنا۔ ہمارے مکی مَدَنی آقا صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو نیک فال لینا پسند تھا چنانچہ اِرشاد فرمایا: بَد فالی کوئی چیز نہیں اور فال اچھی چیز ہے۔ لوگوں نے عرض کی: فال کیا چیز ہے؟ فرمایا: ''اچھا کلمہ جو کسی سے سنے۔'' (بخاری، کتاب الطب، باب الطیرۃ، ٤/٣٦، حدیث: ٥٧٥٤)

صَدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ القوی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: یعنی کہیں جاتے وَقْت یا کسی کام کا اِرادہ کرتے وَقْت کسی کی زبان سے اگر اچھا کلمہ نکل گیا، یہ فال حَسَن ہے۔

(بہارشریعت ۳/۵۰۳)

اچھا معلوم ہوتا

حضرتِ سَیِّدُ نا اَنَس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب کسی کام کے لیے نکلتے تو یہ بات حضور (صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ

وسلّم) کو پسند تھی کہ یَا رَاشِدُ (اے ہدایت یافتہ)، یَا نَجِیۡحُ (اے کامیاب) سنیں۔

(ترمذی،کتاب السیر، باب ماجاء فی الطیرۃ،۳/۲۲۸،حدیث:۱٦۲۲)

صَدرُ الشَّریعہ،بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ القوی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:یعنی اس وَقت اگر کوئی شخص ان ناموں کے ساتھ کسی کو پُکارتا یہ حضور (صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) کو اچھا معلوم ہوتا کہ یہ کامیابی اور فلاح کی فال نیک ہے۔(بہارشریعت،۳/۵۰۳)

صَلُّوا عَلَی الۡحَبِیۡب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

اب تمہارا کام آسان ہو گیا ہے

صلح حُدَیبیہ[۱] کے موقع پر جب مشرکین نے مسلمانوں سے صلح کرنے کے لیے سہیل بن عَمْرو (جو اس وَقت تک ایمان نہیں لائے تھے) کو بھیجا،ان کو دیکھ کر آپ صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم نے (نیک فال لیتے ہوئے) صحابہ سے فرمایا:قَدْ سَھُلَ لَکُمْ مِنْ اَمْرِکُمْ اب تمہارا کام آسان ہو گیا۔(بخاری،کتاب الشروط،باب الشروط فی الجھاد،۲/۲۲٦،حدیث:۲۷۳۱،۲۷۳۲ملخصاً)

شارحِ بخاری حضرت علامہ شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی عَلَیۡہِ رَحمۃُ اللّٰہِ الغَنِی اپنی کتاب اِرشادُ السّاری میں لکھتے ہیں:یعنی یہ نیک فال تھی اور نبی پاک صلّی اللّٰہ

---

[۱] :صلح حدیبیہ کا تفصیلی احوال پڑھنے کے لئے سیرت مصطفٰے (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) صفحہ 346 تا364 کا مطالعہ کیجئے۔

تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نیک فال کو پسند کرتے تھے۔(اِرشادالساری،کتاب الشروط،باب الشروط فی الجھاد، ۶/ ۲۲۹) علامہ ابنِ جوزی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ القوی اس فرمانِ رسول کے تحت لکھتے ہیں: یہ فرمانِ عالیشان اچھے نام سے اچھا شگون لینے کے مُسْتَحَب ہونے پر دلیل ہے۔(کشف المشکل عن حدیث الصحیحین ۱/ ۱۰۷۰)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

اچھا شگون لیا

رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم بَدشگونی نہیں لیتے تھے لیکن آپ (نیک) فال لیتے ، حضرتِ سیِّدُنا بُرَیدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ قبیلہ بنوسہم کے 70 سواروں کے ساتھ حاضرِ خدمت ہوئے تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دریافت فرمایا: تم کون ہو؟ انہوں نے کہا: بُرَیْدَۃ ، تب **رسولُ اللہ** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف مُڑ کر فرمایا: بَرَدَ اَمْرُنَا وَ صَلَحَ ، ہمارا معاملہ ٹھنڈا اور اچھا ہوگیا ، پھر فرمایا: تم کن لوگوں سے ہو؟ انھوں نے کہا: اَسْلَمْ سے ، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا: سَلِمْنَا ، ہم سلامتی سے رہیں گے ، پھر فرمایا تم کس قبیلہ سے ہو؟ انھوں نے کہا بَنُوْ سَھْم سے ، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: خَرَجَ سَھْمُنَا ہمارا حصہ نکل آیا۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ۱/۲۶۳)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

اچھے نام والے سے کام لیا

سیِّدِ عالَم ،نورِ مجسم صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک دن ایک اُونٹنی منگوائی اور فرمایا: اسے کون دَوہے (یعنی دودھ نکالے) گا؟ایک شخص نے عرض کی: میں۔دریافت فرمایا:تمہارا نام کیا ہے؟اس نے کہا:مُـرَّۃٌ (یعنی کڑوا)۔فرمایا:تم بیٹھ جاؤ۔ایک اور شخص کھڑا ہوا۔نام پوچھا تو اس نے اپنا نام جَـمْـرَۃٌ (یعنی انگارہ) بتایا۔ اسے بھی بیٹھنے کا اِرشاد فرمایا۔اب حضرت سیِّدُنا یعیش غفاری رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کھڑے ہوئے اوردریافت کرنے پر اپنا نام یَعِیْـش (یعنی زندگی گزارنے والا) بتایا تو اِرشاد ہوا:تم اونٹنی کو دَوہو(یعنی اس کا دودھ نکالو)۔

(المعجم الکبیر،۲۲/۲۷۷،حدیث:۷۱۰)

پرندوں اور جانوروں سے نیک فال نہیں لے سکتے

نیک فال صِرْف کسی اچھی بات ، نیک شخص کی زیارت یا بابَرَکت ایام مثلاً ایامِ عید، پیر شریف وغیرہ سے لے سکتے ہیں پرندے اور جانوروں سے جس طرح بُرا شگون لینا منع ہے اسی طرح نیک فال لینے کی بھی اِجازت نہیں ہے۔تفسیر کبیر میں ہے: اہلِ عرب کے نزدیک فال اور بَدشگونی کا معاملہ ایک تھا،سیِّدِ عالم ،نورِ مجسم صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فال کو برقرار رکھا اور بَدشگونی کو باطل قرار دیا۔امام محمد رازی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ الھادی فرماتے ہیں: فال اور بَدشگونی میں فرق کا بیان ضَروری ہے،اس سلسلے میں بہتر بات یہ ہے کہ انسانی رُوح درندوں اور پرندوں کی رُوحوں سے زیادہ

قَوِی اور صاف ہوتی ہے لہٰذا انسان کی زبان پر جاری ہونے والے کلمے سے اِستدلال کرنا (فال لینا) ممکن ہے لیکن پرندوں کے اُڑنے یا دَرِندوں کی کسی حرکت سے کسی بات پر اِستدلال کرنا (یعنی اچھا یا برا شگون لینا) ممکن نہیں کیونکہ ان کی رُوحیں کمزور ہوتی ہیں۔ (تفسیر کبیر، ۵/۳۴۴)

اس میں خیر اور شر کی کیا بات ہے؟

حضرتِ سیِّدُنا عکرمہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں: ایک دن ہم لوگ حضرت ابنِ عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما کے پاس بیٹھے تھے۔ ہمارے پاس سے ایک پرندہ چہچہاتا ہوا گزرا۔ مجلس کے حاضرین میں سے کسی نے کہا: خیر ہی ہوگی۔ آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما نے فوراً اس کی اِصلاح فرمائی اور کہا: نہ خیر ہوگی نہ شر ہوگا۔ (یعنی ایک پرندہ چہچہاتے ہوئے اڑ رہا ہے تو اس میں خیر اور شر کی کیا بات ہے؟) (فیض القدیر، ۵/۲۹۴، تحت الحدیث: ۷۱۰۱)

ناگواری کا اظہار کیا

امام طاؤس رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ ایک شخص کے ہمراہ سفر میں تھے، اس نے کوے کی آواز سنی تو کہا: خیر ہوگی۔ یہ سنتے ہی آپ نے ناگواری سے فرمایا: اَیُّ خَیرٍ عِندَ ھٰذَا اَوْ شَرٍّ، لَاتَصحَبنِی اس میں خیر یا شر کی کونسی بات ہے! میرے ساتھ مت جاؤ۔

(مصنف عبدالرازق، کتاب الجامع، باب الطیرۃ ایضاً، ۱۰/۲۴، رقم: ۱۹۶۸۲)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ان کا اُنا فالِ حسن تھا

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدِّدِ دین وملّت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن اپنے دوسرے سفرِ مدینہ کے اَحوال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اب یہاں کامران (ایک جگہ کا نام) میں نو دن ہوچکے۔ کل جہاز پر جانا ہے۔ دفعۃً (یعنی اچانک) رات کو میرے سب ساتھیوں کو دردِ شِکَم (یعنی پیٹ کا درد) و اِسْہال (اِس۔ہال، یعنی پیچش) عارض (یعنی لاحق) ہوا، میرے درد تو نہ تھا مگر پانچ بار اِجابت (یعنی رفع حاجت) کو مجھے جانا ہوا، دن چڑھ گیا اور ڈاکٹر کے آنے کا وَقت ہوا، باہر تُرکی مرد اور اندر عورتوں کو تُرکیہ عورت روزانہ آکر دیکھا کرتے۔ میرے بھائی ننھے میاں سلمہ (یعنی علامہ محمد رضا خان علیہ رحمۃ الحنان) کو اندیشہ ہوا اور عَزْم کرلیا کہ اپنی حالتوں کو ڈاکٹر سے کہہ دو۔ مجھ سے دریافت کیا۔ میں نے کہا: اگر بیمار سمجھ کر روک لئے گئے اور حج کا وَقت قریب ہے مَعَاذَ اللّٰہ وَقت پر نہ پہنچ سکے تو کیسا خسارہ (یعنی نقصان) ہوگا۔ کہا: "اب ڈاکٹر اور ڈاکٹرنی آتے ہوں گے اگر انہیں اطلاع ہوئی تو ہمارا نہ کہنا اِخْفا (یعنی پوشیدگی) میں نہ ٹھہرے گا؟" میں نے کہا: ذرا ٹھہرو! میں اپنے حکیم سے کہہ لوں۔ مکان سے باہر جنگل میں آیا اور حدیث کی دعائیں پڑھیں اور سیِّدُنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اِسْتِمْداد (یعنی مدد طلب) کی کہ دفعۃً سامنے سے حضرت سید شاہ غلام جیلانی صاحب سجادہ نشین سرکار بانسہ شریف کہ اولادِ اَمْجادِ حضور سیِّدُنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے تھے اور بمبئی سے ہمارا ان کا ساتھ ہوگیا تھا، سامنے سے تشریف لائے۔

ان کی تشریف آوری فالِ حَسَن (یعنی نیک شگون) تھی۔ میں نے ان سے بھی دُعا کو کہا، انہوں نے بھی دُعا فرمائی۔ مجھے مکان سے باہر آئے شاید دس منٹ ہوئے ہوں گے، اب جو مکان میں جا کر دیکھا بِحَمْدِ اللّٰہ سب کو ایسا تَندُرُست (تَن۔دُ۔رُست) پایا کہ گویا مَرَض ہی نہ تھا، درد وغیرہ کیسا! اس کا ضُعف بھی نہ رہا۔ سب ڈھائی تین میل پیادہ (یعنی پیدل) چل کر سَمُنْدَر (سَ۔مُن۔دَر) کے کنارے پہنچے۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص۱۸۶)

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔ اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسلَّم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

بدشگونی اور اچھے شگون میں فرق

ان دونوں میں بنیادی فرق یہ ہے کہ بَدشگونی لینا شَرْعاً ممنوع اور اچھا شگون لینا مُسْتَحَب ہے، اس کے علاوہ ۞ اچھا شگون لینا ہمارے مَدَنی سرکار صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا طریقہ ہے جبکہ بَدشگونی کفارِ نابکار کا شیوہ ہے ۞ اچھا شگون لینے سے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے رحم وکرم سے اچھائی اور بھلائی کی امید ہوتی ہے جبکہ بَدشگونی سے نااُمیدی پیدا ہوتی ہے ۞ نیک فال سے دل کو اطمینان اور خوشی حاصل ہوتی ہے جو ہر کام کی جدوجہد اور تکمیل کے لیے ضَروری ہے جبکہ بَدشگونی سے بلاوجہ رَنج وتردُّد پیدا ہوتا ہے ۞ نیک فالی انسان کو کامیابی، حرکت اور ترقی کی طرف لے جاتی ہے جبکہ بَدشگونی سے مایوسی، سُستی اور کاہلی پیدا ہوتی ہے جو تَنَزُّلی کی طرف لے جاتی ہے۔

خلاصۂ کتاب

۞ کسی شخص، جگہ، چیز یا وَقت کو منحوس جاننے کا اسلام میں کوئی تصوُّر نہیں یہ محض وہمی خیالات ہوتے ہیں۔

۞ شگون کا معنی ہے فال لینا یعنی کسی چیز، شخص، عمل، آواز یا وَقت کو اپنے حق میں اچھا یا بُرا سمجھنا۔ اگر اچھا سمجھا تو اچھا شگون یا نیک فال ہے اور اگر بُرا سمجھا تو بَدشگونی ہے۔

۞ نیک فال لینا مُستَحَب ہے، بَد فالی (یا) بَدشگونی لینا شیطانی کام ہے۔

۞ بَدشگونی پر گناہ اس وَقت ہوگا جب اس کے تقاضے پر عمل کرلیا اور اگر اس خیال کو کوئی اہمیت نہ دی تو کوئی اِلزام نہیں۔

۞ بَدشگونی لینا عالمی بیماری ہے، مختلف مما لک میں رہنے والے مختلف لوگ مختلف چیزوں سے بَدشگونیاں لیتے ہیں۔

۞ بَدشگونی انسان کے لئے دینی و دُنیوی دونوں اعتبار سے بے حد خطرناک ہے۔

۞ بَدشگونی سے اِیمان بھی ضائع ہوسکتا ہے۔

۞ بَدشگونی لینا مسلمان کو زیب نہیں دیتا بلکہ یہ غیر مسلموں کا پُرانا طریقہ ہے۔

۞ دورِ حاضر میں بھی بہت سے غَلَط سَلط اِعتقادات، توھُّمات اور ناجائز رُسومات زور پکڑتی جارہی ہیں جن کا تعلق بَدشگونی سے بھی ہوتا ہے مثلاً ماہِ صفر کو منحوس جاننا، چھینک کو منحوس جاننا، ستاروں کے اثرات پر یقین رکھنا، مسلسل بیٹیوں کی پیدائش کو منحوس سمجھنا، گھر میں پپیتہ کا دَرَخت لگانے کو منحوس سمجھنا، شوال یا مخصوص تاریخوں

میں شادی کو منحوس جاننا، عورت گھر اور گھوڑے کو منحوس سمجھنا وغیرہ۔

۞ اِستخارہ کرنا جائز و مستحسن ہے۔

۞ نظر لگنا ایک حقیقت ہے اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

۞ اسلامی عقائد کی معلومات حاصل کرکے، اللہ عَزَّوَجَلَّ پر سچا توکُّل کرکے، بَدشگونی کے تقاضے پر عمل نہ کرکے اور مُختلف وظائف کے ذریعے بَدشگونی کا علاج کیا جاسکتا ہے۔

تفصیلات کے لئے کتاب کا مکمل مطالعہ کیجئے

زاھد کون؟

امیرُ الْمُؤْمِنِین حضرتِ سیِّدُنا مولیٰ مُشکل کُشا، علیُّ الْمُرتَضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: ''اگر کوئی شخص تمام رُوئے زمین کا مال حاصل کرے اور اس کا اِرادہ رضائے خداوندی کا حُصول ہو تو وہ **زاھِد** ہے اور اگر سارا مال چھوڑ دے لیکن رضائے خداوندی مقصود نہ ہو تو وہ **زاھِد** نہیں ہے۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم البخل وذم حب المال، ج۳، ص۳۲۵ ملخصًا)

فہرس

ماٰخذ و مراجع

نام کتاب	مصنف/مؤلف	مطبوعہ
قرآن مجید	کلامِ الٰہی	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
کنزالایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
نورالعرفان	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	پیر بھائی کمپنی، لاہور
تفسیر خزائن العرفان	صدرالافاضل مفتی نعیم الدین مرادآبادی، متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
تفسیر نعیمی	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
تفسیر کبیر	امام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین رازی، متوفی ۶۰۶ھ	داراحیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۰ھ
روح المعانی	ابوالفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی، متوفی ۱۲۷۰ھ	داراحیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۰ھ
التفسیرات الاحمدیہ	شیخ احمد بن ابی سعید ملا جیون جونپوری، متوفی ۱۱۳۰ھ	پشاور
الجامع لاحکام القرآن للقرطبی	ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی، متوفی ۶۷۱ھ	دارالفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ
روح البیان	مولی الروم شیخ اسماعیل حقی بروسی، متوفی ۱۱۳۷ھ	کوئٹہ ۱۴۱۹ھ
صحیح البخاری	امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۹ھ
صحیح مسلم	امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ	دار ابن حزم بیروت ۱۴۱۹ھ

سنن الترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
سنن ابی داؤد	امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، متوفی ۲۷۵ھ	دار احیاء التراث بیروت ۱۴۲۱ھ
المسند	امام احمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
المستدرک	امام ابو عبد اللہ محمد حاکم نیشاپوری، متوفی ۴۰۵ھ	دار المعرفۃ بیروت ۱۴۱۸ھ
المعجم الکبیر	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث ۱۴۲۲ھ
المعجم الاوسط	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۰ھ
الجامع الصغیر	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۵ھ
جمع الجوامع	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۱ھ
التیسیر بشرح الجامع الصغیر	علامہ محمد عبد الرءُوف مناوی، متوفی ۱۰۳۱ھ	مکتبۃ الامام الشافعی، ریاض ۱۴۰۸ھ
السنن الکبریٰ	امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۴ھ
مصنف ابن ابی شیبہ	حافظ عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی عبسی، متوفی ۲۳۵ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
مصنف عبد الرزاق	امام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام بن نافع صنعانی متوفی ۲۱۱ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۱ھ
الزھد	امام عبد اللہ بن مبارک مروزی متوفّٰی ۱۸۱ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان	علامہ امیر علاء الدین علی بن بلبان متوفی ۷۳۹ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۷ھ
کنز العمال	امام علی متقی بن حسام الدین ہندی، متوفی ۹۷۵ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۹ھ
فتح الباری	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۰ھ
مرقاۃ المفاتیح	علامہ ملا علی بن سلطان قاری، متوفی ۱۰۱۴ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
فیض القدیر	علامہ محمد عبد الرءُوف مناوی، متوفی ۱۰۳۱ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۲ھ
مراۃ المناجیح	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور
نزھۃ القاری	علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی، متوفی ۱۴۲۰ھ	فرید بک اسٹال لاہور ۱۴۲۱ھ
ارشاد الساری	شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی، متوفی ۹۲۳ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۱ھ
اشعۃ اللمعات	شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	کوئٹہ ۱۳۳۲ھ
عمدۃ القاری	امام بدر الدین ابو محمد محمود بن عینی، متوفی ۸۵۵ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ
الطریقۃ المحمدیۃ	امام محمد آفندی رُومی برکلی متوفی ۹۸۱ھ	نوریہ رضویہ سردار آباد فیصل آباد ۱۹۷۷ء
مسند الفردوس	الحافظ شیرویہ بن شہر دار بن شیرویہ الدیلمی، متوفی ۵۰۹ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ
بریقہ محمودیہ شرح طریقہ محمدیہ	ابو سعید محمد بن مصطفٰی نقشبندی حنفی، متوفی ۱۱۷۶ھ	شرکت صحافیہ عثمانیہ ۱۳۱۸ھ
حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ	سیدی عبد الغنی نابلسی حنفی، متوفی ۱۱۴۱ھ	پشاور

العظمۃ	ابومحمد عبداللہ بن محمد بن جعفر بن حیان، متوفّٰی ۳۶۹ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ
شرح العلامۃ الزرقانی	محمد بن عبدالباقی بن یوسف زرقانی، متوفی ۱۱۲۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۷ھ
شرح معانی الآثار	امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی، متوفی ۳۲۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
کشف الخفاء	شیخ محمد بن علی العجلونی ۱۱۶۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
کشف المشکل عن حدیث الصحیحین	ابوالفرج عبدالرحمٰن ابن الجوزی، المتوفی ۵۹۷ھ	دار النشر، ۱۴۱۸ھ
الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب	ابوعمر یوسف عبداللہ بن محمد بن عبدالبر قرطبی، متوفّٰی ۴۶۳ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۲ھ
مجمع الزوائد	حافظ نورالدین علی بن ابوبکر ہیثمی، متوفی ۸۰۷ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ
رَدُّ المُحتار	محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
تنقیح الفتاوی الحامدیہ	محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ	مکتبہ حقانیہ پشاور
فتاویٰ رضویہ (مخرجہ)	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بن نقی علی خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن لاہور ۱۴۱۸ھ
بہارِ شریعت	مفتی محمد امجد علی اعظمی، متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ
الزواجر عن اقتراف الکبائر	احمد بن محمد بن علی بن حجر مکی ہیتمی، متوفی ۹۷۴ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
ادب الدنیا والدین	لابی الحسن علی بن محمد بن حبیب البصری الماوردی، المتوفی ۴۵۰ھ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۰۸ھ
تاریخ دمشق	ابن عساکر، المتوفی ۵۷۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۷ھ
البدایۃ والنہایۃ	عمادالدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر دمشقی، متوفی ۷۷۴ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ
الکامل فی التاریخ	ابن الاثیر الجزری، المتوفی ۶۳۰ھ	دار الکتب العلمیہ ۱۴۱۸ھ
سیرت ابن عبدالحکم	ابومحمد عبداللہ بن عبدالحکم، المتوفی ۲۱۴ھ	مکتبۃ وھبۃ
عمل الیوم واللیلۃ	احمد بن محمد المعروف بابن السُّنّی، المتوفی ۳۶۴ھ	دار القبلۃ للثقافۃ الاسلامیۃ بیروت
حیاۃ الحیوان الکبریٰ	کمال الدین محمد بن موسی دمیری، متوفی ۸۰۸ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۵ھ
غذاء الالباب شرح منظومۃ الآداب	محمد بن احمد بن سالم السفارینی الحنبلی	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۳ھ
المنن الکبریٰ	امام عبدالوہاب شعرانی المتوفی ۹۷۳ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۶ھ
نوادر الاصول	ابوعبداللہ محمد بن علی بن حسن حکیم ترمذی، متوفی ۳۲۰ھ	مکتبہ امام بخاری
حدائق بخشش	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بن نقی علی خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
الملفوظ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت)	شہزادۂ اعلیٰ حضرت محمد مصطفیٰ رضا خان، متوفی ۱۴۰۲ھ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
وسائل بخشش	امیرِ اہلسنت حضرت علامہ محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
فیضانِ سنت	امیرِ اہلسنت حضرت علامہ محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
جنتی زیور	حضرت علامہ عبدالمصطفی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
تجلیاتِ امام احمد رضا خان	خلیفہ مفتی اعظم ہند الحاج قاری محمد امانت رسول قادری	رضا اکیڈمی لاہور

”یا خدا کرم!“ کے آٹھ حروف کی نسبت سے وسوسوں کے 8 علاج

(۱) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف رُجوع کیجئے۔(یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی شیطان سے نجات کے لیے اِمداد طلب کیجئے اور ذِکرُاللہ شروع کردیجئے)

(۲) اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم پڑھئے۔

(۳) لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھئے۔

(٤) سُوْرَةُ النَّاس کی تلاوت کیجئے۔

(۵) اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ کہئے۔

(٦) **هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝**

(پ۲۷ الحدید ۳) کہئے، ان سے فوراً وسوسہ دَفع ہوجاتا ہے۔

(۷) **سُبْحٰنَ الْمَلِكِ الْخَلَّاقِ، ﴿اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۝﴾** (پ۱۳ ابراھیم آیت ۱۹، ۲۰) کی کثرت اسے یعنی وَسوسے کو جڑ سے قَطْع کر (یعنی کاٹ) دیتی ہے۔(مُلَخَّص از فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ ۱۰/ ۷۷۰) (اِس دعا کے حصۂ آیت کو آپ کی معلومات کیلئے مُنَقَّش ہلالین اور رسمُ الخط کی تبدیلی کے ذَریعے واضح کیا ہے)

(۸) **مُفَسِّرِ شَہِیر حَکِیْمُ الْاُمَّت** مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں: ”**صُوفیائے کرام** رحمہم اللہ السلام فرماتے ہیں کہ جو کوئی صبح شام اِکّیس اِکّیس بار

''لاحول شریف'' پانی پر دم کرکے پی لیا کرے تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ وسوسۂ شیطانی سے بہُت حد تک اَمن میں رہے گا۔'' (مراۃ المناجیح،۱/۸۷)

مُحیط دل پہ ہوا ہائے نفسِ امّارہ   دِماغ پر مرے ابلیس چھا گیا یاربّ

رِہائی مجھ کو ملے کاش! نفس و شیطاں سے

ترے حبیب کا دیتا ہوں واسِطہ یاربّ (وسائلِ بخشش،ص ٥٤)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

اگر وَسوَسے کسی صُورت نہ جائیں تو......

اگر وَظائف و اعمال سے شیطان کے **وَسوسوں** سے چھٹکارا نہ ہو تو گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی ادارے **مکتبۃُ المدینہ** کی مطبوعہ **مِنہاجُ العابِدین** میں **حُجّۃُ الْاِسلام** حضرت سیِّدُنا امام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نے جو کچھ فرمایا اس کا خُلاصہ ہے: اگر آپ یہ محسوس کریں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگنے کے باوُجُود شیطان پیچھا نہیں چھوڑ رہا اور غالب آنے کی کوشش میں ہے تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کو آپ کے مُجاہدے، قُوَّت اور صبر کا اِمتحان مَطلُوب ہے، یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ آزمارہا ہے کہ آپ شیطان سے مقابلہ اور مُحارَبہ (یعنی جنگ) کرتے ہیں یا اس سے مَغلوب ہو (یعنی ہار) جاتے ہیں۔

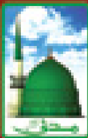
(مِنهاجُ العابِدين (عربی)، ص٤٦)

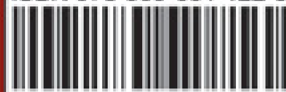
وسوسوں کے بارے میں تفصیلی معلومات کے لئے امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کے رسالے ''وسوسوں کا علاج'' (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا مطالعہ کیجئے

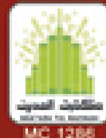
یہ کتاب ایک نظر میں

❁ کسی شخص، جگہ، چیز یا وَقت کو منحوس جاننے کا اسلام میں کوئی تصور نہیں یہ محض وہمی خیالات ہوتے ہیں ❁ شگون کا معنی ہے فال لینا یعنی کسی چیز، شخص، عمل، آواز یا وَقت کو اپنے حق میں اچھا یا بُرا سمجھنا۔ اگر اچھا سمجھا تو اچھا شگون یا نیک فال ہے اور اگر بُرا سمجھا تو بدشگونی ہے ❁ نیک فال لینا مُستَحَب ہے، بدفالی (یا) بدشگونی لینا شیطانی کام ہے ❁ بدشگونی پر گناہ اس وَقت ہوگا جب اس کے تقاضے پر عمل کرلیا اور اگر اس خیال کو کوئی اہمیت نہ دی تو کوئی الزام نہیں ❁ بدشگونی لینا عالمی بیماری ہے مختلف ممالک میں رہنے والے مختلف لوگ مختلف چیزوں سے بدشگونیاں لیتے ہیں ❁ بدشگونی انسان کے لئے دینی و دُنیوی دونوں اعتبار سے بے حد خطرناک ہے ❁ بدشگونی سے ایمان بھی ضائع ہوسکتا ہے ❁ بدشگونی لینا مسلمان کو زیب نہیں دیتا بلکہ یہ غیر مسلموں کا پُرانا طریقہ ہے ❁ دورِ حاضر میں بھی بہت سے غلط سلط اعتقادات، توہُّمات اور ناجائز رُسومات زور پکڑتی جارہی ہیں جن کا تعلق بدشگونی سے بھی ہوتا ہے مثلاً ماہِ صفر کو منحوس جاننا، چھینک کو منحوس جاننا، ستاروں کے اثرات پر یقین رکھنا، مسلسل بیٹیوں کی پیدائش کو منحوس سمجھنا، گھر میں بیری کا درخت لگانے کو منحوس سمجھنا، شوال یا مخصوص تاریخوں میں شادی کو منحوس جاننا، عورت گھر اور گھوڑے کو منحوس سمجھنا وغیرہ ❁ استخارہ کرنا جائز و مستحسن ہے ❁ نظر لگنا ایک حقیقت ہے اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا ❁ اسلامی عقائد کی معلومات حاصل کرکے، اللہ عَزَّوَجَلَّ پر سچا توکّل کرکے، بدشگونی کے تقاضے پر عمل نہ کرکے اور مختلف وظائف کے ذریعے بدشگونی کا علاج کیا جاسکتا ہے۔

تفصیلات کے لئے اسی کتاب ”بدشگونی“ کا مکمل مطالعہ کیجئے







MC 1288

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +923 111 25 26 92 Ext: 1284
Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net